الاقوال لامعہ

باحکام تجویز الفاتحہ

۱۳۶۹ھ

بحمدہٖ تبارک تعالیٰ یہ مبارک رسالہ ہدایت عالہ جس میں نذر و نیاز فاتحہ بڑے پیر کا بکرا، گیارھویں شریف و چھٹی شریف دستر ھویں محرم کا کھچڑا اور رجب کے کونڈے و شب برات کا حلوہ و توشہ قادریہ اور عرس و تیجہ و دسوں و بیسوں و چالیسوں و سہ ماہی و ششماہی برسی وغیرہ اور دن کا مقرر کرنا اور کھانا سامنے رکھکر قرآن عظیم پڑھنا پھر ہاتھ اٹھاکر دعا کرنا اور روحوں کا اپنے گھروں آکے گھر والوں سے سوال کرنا وغیرہ وغیرہ ہر چیز کا ناقابل انکار دلائل سے ثبوت دیا گیا ہے پڑھئے اور حق اور اہل حق کا ساتھ دیجئے۔ اور باطل و اہل باطل سے الگ ہوکر اپنی عاقبت درست کیجئے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں آئیے تاکہ خدا اور رسول کی خوشی حاصل ہو۔

تصنیف لطیف اسد السنۃ ضیغم الملۃ وصاف الطبیب حضرت مولٰنا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ علا ابو النظر محب الرضا محمد محبوب علی خانصاحب سنی حنفی قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم العالی خطیب جامع مسجد مدنپورہ بمبئی ۸

جس کو فقیر اقبال احمد مہتمم جدید رضوی کتب خانہ نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب مولانا مولوی مفتی قاری حافظ محمد محبوب علی خان صاحب دام اقبالہٗ
حضور سے دست بستہ گزارش یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک مرغ شرعی اصول سے ذبح کیا اور کسی پیر ولی کے نام کی فاتحہ دلائی۔ اسپر ایک دوسرے شخص نے یہ اعتراض کیا کہ تم نے حرام کیا اور حرام کھایا اور دوسروں کو حرام کھلایا۔ لہذا ہم کو اس کا فتویٰ دیجئے کہ یہ مسئلہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ بینوا اجروا

(نوٹ) اس فتوے کے انتظار میں ایک بہت بڑی پنچایت رکی ہوئی ہے جس کا فیصلہ اس کے بعد ہوگا۔ امام علی ستری مقیم کانپور از موضع سکرولی ضلع اناؤ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ واھلبیتہ التسلیم الجواب واللہ تعالیٰ ھو الموفق للصدق والصواب صورت مسئولہ میں مرغ ہو یا بکرا۔ مینڈھا۔ دنبہ یا کوئی حلال جانور جو سرقہ کا یا حرام مال سے خرید کیا ہوا نہ ہو اوسے شرعی طریق پر ذبح کرنا اور فاتحہ دلانا جائز و مستحب ہے۔ اور کسی بزرگ کی فاتحہ کا کھانا تبرک ہے امیر وفقیر رئیس وغریب سب کو یہ کھانا کھانا جائز ہے۔ اس کو حرام ثابت کرنے کی دلیل کسی وہابی نجدی دیوبندی جنگلی کوہی کے پاس ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ ہاں وہابیوں دیوبندیوں کو انکی شریعت نجدیہ کے حکم سے یہ کھانا حرام ہے۔ مگر وہابی اس کو بڑے شوق سے کھاتے اور اپنے دھرم پر حرام خور ہو جاتے ہیں۔ اس شخص نے نیاز فاتحہ کے کھانے کو حرام بتا کر مسلمانوں کو مرتکب حرام و حرام خور بتایا معاذ اللہ رب العالمین قرآن عظیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ولا تقولو

الا تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب
ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۵ متاع قلیل ولھم عذاب
الیم ۵ یعنی اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے
اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو۔ بیشک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں
ان کا بھلا نہ ہوگا۔ تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (ترجمہ رضوی)
اور قرآن مجید و فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے انما یفتری الکذب الذین
لا یؤمنون بآیٰت اللہ واولئک ھم الکذبون ۵ یعنی جھوٹ بہتان وہی باندھتے
ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں (ترجمہ رضوی) اور قرآن
حکم فرماتا ہے اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۵ یعنی کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو
جس کا تمہیں علم نہیں۔ اور قرآن شریف ارشاد کرتا ہے قل آللہ اذن لکم ام علی
اللہ تفترون ۵ یعنی فرما دو اے پیارے محبوب کہ کیا اللہ نے تمہیں اسکی اجازت دی
ہے یا اللہ پر تم جھوٹ باندھتے ہو (ترجمہ رضوی) ان آیات مبارکہ سے یہ تو معلوم ہو گیا
کہ جو شخص بھی کسی حلال چیز کو حرام کہے وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہت افترا کرتا ہے۔ بہتان
باندھتا ہے اور اپنے دل سے اسلامی شریعت کے خلاف نئی شریعت گڑھتا ہے۔
والعیاذ باللہ تعالیٰ اب یہ دیکھئے کہ نیاز فاتحہ کے یا ایسی کسی اور چیز کے حلال یا حرام
ہونے کا حکم مسلمانوں کو کیسے معلوم ہو کسطرح پتہ چلے کہ یہ حلال ہے تو سنئے اور غور سے
سنئے آیت اول قرآن عظیم فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان
تبد لکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القرآن تبد لکم عفا اللہ عنھا
واللہ غفور حلیم ۵ یعنی اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو

تو تمہیں بری لگیں اور اگر انہیں اسوقت پوچھو گے کہ قرآن اترہا ہے تو تم پر ظاہر کر دیجائینگی اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔ ف اس آیت مبارکہ سے ایک شرعی قاعدہ معلوم ہوا وہ یہ کہ جس امر میں شریعت مطہرہ نے مخالفت نہ فرمائی وہ مباح ہے اسے حرام کہنے والا حرام کا مدعی کذاب بطال مفتری علی اللہ والرسول ہے آیت دوم قرآن مجید فرماتا ہے ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے۔ ف معلوم ہوا کہ ہر چیز حلال و مباح ہے جبتک حرمت کی دلیل موجود نہ ہو۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں ہے لتنتفعوا بہ و تعتبروا یعنی اس لئے کہ اس سے فائدہ حاصل کرو اور عبرت کرو۔ اور خطیب شربینی حنفی نے تفسیر سراج منیر میں لکھا ہے ای لاجلکم وانتفاعکم فی دنیا کم اور تفسیر روح البیان میں ہے ای ماخلقکم لشیئ وخلق کل شیئ لکم بل خلقکم لنفسہ۔ آیت سوم یایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوٰت الشیطان انہ لکم عدو مبین ۝ یعنی اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ آیت چہارم یایھا الذین اٰمنوا کلوا من طیبٰت ما رزقنٰکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ۝ یعنی اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔ اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔ ف ان دونوں مبارک آیتوں سے تو ثابت ہوا کہ جبتک کسی چیز کے حرام ہونے کا حکم قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ حلال رہے گی۔ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم جبتک کسی چیز کی حرمت کا حکم نہ فرمائیں حرام نہ ہوگی۔

ولو کرہ الوہابیون ولو کرہ الدیوبندیون۔ آیت پنجم یایھا الذین امنوا لا
تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ○
۸۷ یعنی اے ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں
اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں۔ آیت ششم قرآن
۳۲ کریم فرماتا ہے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من
الرزق ۔ یعنی تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں
کے لئے نکالی اور پاک رزق۔ تفسیر خازن میں ہے کہ اس آیت کا حکم عام ہے
۸۸ ہر کھانے کی چیز کو شامل ہے جبتک حرمت کی کوئی نص نہ ہو۔ آیت ہفتم وکلوا مما
رزقکم اللہ حلالاً طیبًا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مومنین ۔ یعنی اور
کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں
ایمان ہے ف مسلمانوں نے اتنی آیات مبارکہ سنیں گروہ مرغ اور بکرا مردار وہابی
۱۱۸ کا کہیں نہ آیا۔ آیت ہشتم فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بایتہ
مومنین ۔ یعنی تو کھاؤ ان میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتوں پر
ایمان رکھتے ہو۔ ف اس آیت مبارکہ سے اس جانور کا بھی حلال ہونا ثابت ہوا
جو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا گیا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جو ایسے جانور کو حرام کہے
وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ والحمد للہ رب العلمین
اور نذر و نیاز۔ گیارھویں۔ بارھویں شریف۔ چھٹی۔ سترھویں رجبی شریف شبرات پیر کا
بکرا۔ گیارھویں کا مرغ عاشورہ کا شربت اور کھچڑا تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں
چالیسواں سہ ماہی ششماہی و برسی کے کھانے بھی ان سب آیتوں سے حلال

بھی ثابت ہوئے اور جوان کو حرام کہے وہ خود حرام کار ہے۔ آیت نہم ومالکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم یعنی اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ اللہ تو تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے وہ حلال ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حرام کام وحرام چیزیں تفصیل کیساتھ بیان کر دی گئیں اور جس کام وجس چیز کی ممانعت شرع مطہر نے نہیں بیان کی وہ ہرگز ہرگز حرام نہیں ہے۔ وہ مباح تو ضرور ہی ہوگی فللہ الحمد۔ اب وہابیوں دیوبندیوں سے پوچھ چلو کہ نیاز فاتحہ میلاد شریف گیارھویں شریف عرس وغیرہ وغیرہ کی حرمت قرآن عظیم کی کس آیت میں ہے۔ اور جب نہیں اور ہرگز نہیں تو وہابی دیوبندی حرام کا دعویدار کیسے ہوا۔ قرآن عظیم کی ان نو آیتوں سے یہ مسئلہ واضح تر وروشن تر ہو گیا۔ اور مومن کا ایمان تازہ ہوا اور بد مذہب وبد دین کو غم بے اندازہ ہوا۔ اب چند احادیث مبارکہ بھی سن لیجئے۔ حدیث اول ودوم وسوم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ خبردار ہو مجھے قرآن دیا گیا۔ اور قرآن کا مثل بھی دیا گیا۔ آگاہ ہو کوئی پیٹ بھرا تخت پر پڑے پڑے تمہیں گمراہ نہ کرے (یعنی) کہ اسی قرآن کو لو جو اس میں حلال ہو وہ حلال جانو اور جو حرام ہو وہ حرام جانو وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ یعنی اور بیشک اللہ کے رسول نے جس کو حرام کر دیا وہ ایسا ہی حرام ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرما دیا۔ رواہ ابوداؤد والدارمی وابن ماجہ عن المقدام بن معدیکرب رواہ الامام احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ

والبیہقی فی الدلائل عن ابی رافع رضی اللہ عنہ رواہ ابو داود عن العرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیث چہارم حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم یعنی آخری زمانے میں بہت سے جھوٹے دجال مکار فریبی ہوں گے جو تمہیں گڑھ گڑھ کر ایسی حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے سنیں تم ان سے بچو دور رہو اور انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں فتنہ میں نہ ڈالدیں رواہ مسلم عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ف اس حدیث پاک کی صداقت کا روشن ظہور ہے کہ وہابی دیوبندی بغیر حدیث وقرآن بلکہ حدیث وقرآن کے خلاف فتوے لگایا کرتے اور مسلمانوں کو بغیر کسی وجہ وسبب کے کافر مشرک و جہنمی بنایا کرتے ہیں۔ لیکن اس حدیث شریف نے مسلمانان اہلسنت کو یہ سمجھا دیا کہ جو شخص بات بات پر بلا ثبوت ودلیل شرعی حرام حرام کرے بدعت بدعت بگھارے وہ بڑا فریبی مکار اور پرلے سرے کا جھوٹا ہے اب سنی بھائی اور انصاف کے دعویدار مذہب غور کریں کہ نیاز فاتحہ کے کھانے بڑے پیر صاحب کے مرغ اور غوث اعظم کے نام کے بکرے کو جو حرام کہے وہ کون ہوگا اور آیت ہشتم جو اوپر بیان کی گئی ہے اوس کے حکم سے وہ کون ہے۔ حدیث پنجم حضور عالم غیوب صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد

حد ودًا فلا تعتدوھا وسکت من اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرض مقرر کئے ہیں تو انھیں ادا کرو ضائع نہ کرو۔ اور کچھ کام حرام بتائے ہیں انھیں نہ کرو اور کچھ حدیں مقرر فرمائی ہیں تو تم ان سے تجاوز نہ کرو آگے نہ بڑھو اور بعض چیزوں کا حکم بیان کرنے سے قصداً بغیر کسی بھول چوک کے سکوت فرمایا تو ان کی کھوج نہ کرو۔ رواہ الدار قطنی عن ابی ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ ایک روایت میں ہے اور دوسری روایت میں ہے۔ وما سکت فھو مما عفا عنہ یعنی اور جن چیزوں سے سکوت فرمایا وہ ان میں داخل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے یعنی وہ چیزیں مباح ہیں۔ ان آیتوں اور حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم کا حق اختیار صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب مطلع علی الغیوب کو ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم یعنی اللہ و رسول نے قرآن و حدیث میں جس کو حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جسے حرام فرما دیا وہ حرام ہے۔ اور جس چیز کا کوئی بیان نہ فرمایا وہ مباح ہے جائز ہے اس کے حرام کا وہابی دیوبندی قیامت تک کوئی ثبوت نہیں دے سکتا۔ اب وہابیوں دیوبندیوں سے پوچھو کہ میلاد شریف و گیارھویں شریف و نیاز فاتحہ و تیجہ و دسواں بیسواں وغیرہ وغیرہ حلال ہے یا حرام۔ اگر تقیہ کر کے حلال کہدے تو فھو المراد مسئلہ حق ہے لیکن وہابی ضرور جھوٹا ہے۔ اور اگر وہابی غیر مقلد یا دیوبندی وہابی حرام کا فتوے دے تو تم کہو کہ بتا قرآن کی کس آیت میں اور کس حدیث میں اسے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام فرمایا ہے۔ اور جب نہیں فرمایا تو تو حرام کا فتوے دینے والا کون تجھے یہ اختیار کس نے دیا کہ حلال و مباح

کو حرام اور کفر کہہ ڈالے سنی بھائیوں نے اس اصل کو بھلا دیا ہے۔ اگر یاد رکھیں اور اس سے کام لیں تو وہابیوں دیوبندیوں کی بولتی بند ہو جائے۔ مسلمان بھائی خوب یاد رکھیں کہ جس کام اور چیز کو وہابی حرام بتاتے تو اوس سے کہیں تم حرام ہونے کا ثبوت و دلیل پیش کرو۔ ورنہ توبہ کرو۔ قرآن وحدیث میں کہاں اس کو حرام بتایا ہے اور جب قرآن وحدیث میں اس کو حرام نہیں کہا تو تم حرام کے فتوے کیوں لگاتے ہو اور اگر وہابی دیوبندی اپنی جان بچانے کو اس سے بھاگے اور یہ کہے کہ اچھا تم بتاؤ نیاز فاتحہ وگیارھویں ورجب کے کونڈے شب برات کا حلوہ عید کی سوئیاں وغیرہ کہاں سے جائز ہیں تم جواز کا ثبوت دو۔ تو برادران اہلسنت صرف اتنا ہی جواب دیں کہ نیاز فاتحہ وگیارھویں وغیرہ کے حلال وجائز ہونے کی دلیل یہی ہے کہ کوئی وہابی دیوبندی قرآن وحدیث سے ان چیزوں میں سے کسی کو بھی حرام ثابت نہیں کرسکتا۔ والحمد للہ رب العلمین اب چند احادیث مبارکہ ایصال ثواب کے متعلق سنئے صراط مستقیم مطبوعہ مجتبائی دہلی مصنفہ مولوی اسمعیل دہلوی صفحہ ۵۵ پر ہے۔ واما صورہا دیگر سوائے دعا پس مروی از آن کندن چاہ است کہ حضرت رسالت پناہ سعد بن معاذ را بعد التماس ایشان کہ مادرم ناگاہ فوت شدہ یارائے نیافت واگر چیزی یافت وصیتی میکرد پس برائے وے اگر چیزے بجثم نفع بوئے خواہد رسید فرمودند کہ چاہ بکن وبگو این برائے مادر سعد است یعنی لیکن دوسری صورتیں میت کو فائدہ پہنچانے والی دعا کے علاوہ ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث ہے کوآں کھودنے والی کہ حضور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو اس عرض پر ارشاد فرمایا کہ یا رسول اللہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں کچھ کہنے نہ پائیں اور اگر وہ مہلت پاتیں تو کوئی وصیت کرتیں تو اگر میں ان کے لئے کچھ صدقہ خیرات ایصال ثواب کروں تو ان کو فائدہ پہونچے گا۔ ارشاد فرمایا ہاں کنواں کھدواؤ اور کہدو یہ کنواں سعد کی ماں کا (ان کو ایصال ثواب کے لئے) ہے یعنی اس کنوئیں میں جو پانی اب ہے اور جو پانی جبتک بھی خرچ ہوتا رہے گا اس سب کا ثواب حضرت سعد کی والدہ ماجدہ کو پہنچے۔ ف اس حدیث شریف میں ایک بات سنی بھائیوں کو بہت محفوظ رکھنے کی ہے۔ اور دیوبندی کے موہنوں میں حجلا تمن سجیل دینے کی ہے اور یہ کہ وہابی غیر مقلد وہابی دیوبندی کہا کرتے ہیں کہ اہلسنت وجماعت نے ایصال ثواب کا کیسا طریقہ نکالا ہے کہ کھانا پانی وکپڑا وغیرہ نیاز فاتحہ کے موقع پر کسی مسکین کی ملکیت تو کرتے نہیں بلکہ سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرتے ہیں۔ مسلمانان اہلسنت بغور دیکھیں کہ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حکم سے حضور کے مبارک عہد سعادت عہد ظاہری میں کنواں کھدوایا گیا۔ اور پانی خرچ ہونے سے پہلے ہی حضور والا کے ارشاد سے اس کا ایصال ثواب ہوا اور یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز از قسم عبادات مالیہ ایصال ثواب ہو وہ سامنے ہے ورنہ ھذہ لام سعد یہ اسم اشارہ صحیح نہیں ہوتا اور مشار الیہ جب عبادت مالی ہے جو محسوسات سے ہے تو مشار الیہ محسوس موجود ہونا چاہیے اور یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت مالی کا بھی ثواب پہنچانا جائز اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت مالی کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس ایصال ثواب سے میت کو نفع فائدہ پہنچتا ہے۔ اور دہلوی کی تحریر سے ثابت ہوا

فالحمد للہ رب العلمین اور یہ بھی کہ عبادت مالی کا ثواب حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کے ارشاد وحکم سے حضرت سعد نے اپنی والدہ کو پہنچایا۔ غیر مقلدو! نجدیو! دیوبندیو! بتاؤ بتاؤ اور جلد بتاؤ کہ عبادت مالی کا میت کو ایصال ثواب کرنا حضور رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سنت قولی ہے۔ اور کیا مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم اس کو سنت قولی بتارہی ہے عبارت تو صاف ہے غور کرکے بتاؤ گھبراؤ نہیں اور کیا کنواں کھدوا کر اس کے پانی کا ایصال ثواب جائز ہے اور مرغ یا بکرا وغیرہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرکے پکار کر اس کا ایصال ثواب ناجائز ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس حدیث شریف کا مبارک متن بھی پڑھ لیجئے امام احمد اور بخاری وغیرہ کے الفاظ یہ ہیں۔ عن سعد بن عبادۃ انہ قال یا رسول اللہ ان امی ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بئرا وقال ھذہ لام سعد اور بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس سے یہ بھی روایت کی ان سعد بن عبادۃ توفیت امہ وھو غائب فاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان امی ماتت ان غائب فھل ینفعھا ان تصدقت عنھا قال فانی اشھدک ان حائطی صدقۃ عنھا اور بخاری ومسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ان رجلا قال یا رسول اللہ ان امی افتلتت نفسھا ولم توص واظنھا لو تکلمت تصدقت افلھا اجر ان تصدقت عنھا قال نعم اور طبرانی کے اوسط میں یہ الفاظ حضرت انس سے ہیں

ان سعد اتی النبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان امی توفیت ولم توص فہل ینفعہا ان اتصدق عنہا قال نعم وعلیک بالماء اور طبرانی کی ہی دوسری روایت کے مبارک الفاظ یہ ہیں عن سعد ابن عبادۃ قال قلت یا رسول اللہ توفیت امی ولم توص فہل ینفعہا ان تصدقت عنہا قال نعم ولو بکراع شاۃ محرق۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اور یہی امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اسی صراط المستقیم مجتبائی صفحہ ۵۵ پر یوں نغمہ زن ہے۔ وخواندن سورہ یٰسین است کہ بقید روز جمعہ وزیارت قبر والدین وارد شدہ۔ یعنی اور سورہ یٰسین شریف کا پڑھنا ہے جمعہ کے دن اور ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنا حدیثوں میں وارد ہے یعنی سورہ یٰسین پڑھ کر کسی کو اس کا ثواب پہنچانا اور ماں باپ کی قبر کی زیارت کرنا اور وہاں کچھ پڑھ کر اس کا ثواب بخشنا اور دعائے مغفرت کرنا یہ سب حدیث شریف سے ثابت ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت بدنی کا ثواب پہنچتا ہے و نیز یہ کہ حضور اقدس سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ امام الوہابیہ نے اقرار کیا ہے۔ دیوبندیو! غور کر کے بتاؤ کہیں یہ بھی سنت تقریری تو نہیں ہے سبحان اللہ وبحمدہ لیکن اس عبارت دہلوی میں بقید روز جمعہ غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ایصال ثواب کے لئے دن کا تعین وتقرر حدیث شریف میں موجود ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی اپنی کتاب میں اس کو بیان کر دیا ہے تو یہ دیوبندیوں غیر مقلدوں دونوں پر حجت ہے فالحمد للہ رب العالمین اور طبرانی نے عقبہ بن عامر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے ان الصدقة لتطفئ عن اهلها حر القبور یعنی عبادت مالی کا ایصال ثواب یقیناً قبر کے عذاب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے فسبحان اللہ و بحمدہ اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے صراط مستقیم مجتبائی صفحہ ۵۵ پر لکھا ہے

وحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ از طرف برادر خود یعنی عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وفاتش بردہا آزاد کردند وبرایں قیاس باید کرد سائر عبادات را پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود وثواب آں بروح کسے از گزشتگان وطریق رسانیدن آن دعائے بجناب الٰہی است پس این خود البتہ بہتر و مستحسن است واگر آنکس کہ ثواب بروحش میرسانند ازین کل حقوق اوست بمقدار حق وے خوبی رسانیدن این ثواب زیادہ تر خواہد شد پس در خوبی این طرزان امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست

یعنی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے اون کے وصال کے بعد غلام آزاد کیے۔ اور اسی پر قیاس کرنا چاہیے تمام عبادتوں کا۔ پس ہر وہ عبادت جو مسلمانوں سے ادا ہو بدنی ہو یا مالی اس کا ثواب کسی گزرے ہوئے کو پہنچائیں۔ اور اس کے ثواب کے پہنچانے کا طریقہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنا ہے تو یہ خود یقیناً بہتر بہت اچھا اور مستحسن ہے اور اگر وہ شخص جس کی روح کو ثواب پہنچاتا ہے وہ اس کے صاحبان حقوق سے ہے تو اس کے حقوق احسان کے مطابق برابر یہ ثواب پہنچانا فاتحہ ایصال ثواب کرنا

زیادہ بہتر وعمدہ ہوگا۔ قولہ نے کام کی خوبی وعمدگی ادہ بھلائی امور فاتحہ تیجہ دسواں چہلم اور عرس ول اور نذر بارہویں شریف وگیارہویں اور نیاز بزرگان واموات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے ف اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عبادت مالی وعبادت بدنی سب کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے۔ ونیز یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسا کیا ہے اور یہ کہ یہ ایصال ثواب سنت صحابہ ہے۔ اور یہ کہ ایصال ثواب کا طریقہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنا ہے۔ اور دعا میں دونوں ہاتھ اٹھانے بھی چاہیئں۔ اور پھیلانے بھی چاہیئں دیکھو فقیر کا فتویٰ مسمیٰ باسم تاریخی اجمل الفتویٰ العلماء فی انہ یندب بعد صلاۃ الجنازۃ الدعا۔ اور یہ کہ یہ کام بہتر وعمدہ اور اچھا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم یہ حدیثیں فقیر نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب سے بلکہ انھیں کی عبارات کو پیش کیا تاکہ وہابیوں دیوبندیوں پر حجت ہو اور انھیں ہچر مچر کرنے اور مکرنے کا موقع نہ رہے کیونکہ مولوی اسمٰعیل کو طواغیت دیوبند ہ نے مسلم ومعتبر ومستند مانا ہے۔ دیکھیے فتاوی گنگوہیہ حصہ اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۱۱۵ اور فتاوی گنگوہیہ حصہ سوم مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد صفحہ ۵۷،۵۵ پر مولوی رشید احمد گنگوہی خدا تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا بتانے والے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو شیطان ملعون سے کم علم والا لکھنے والے اور اس زمانہ میں اپنی اتباع پر ہدایت ونجات موقوف بتانے والے نے لکھا ہے۔ سنیئے الجواب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عالم متقی بدعت کے

اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنیوالے اور قرآن وحدیث پر پورا پورا عمل کرنے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اس ہی حال میں رہے آگے لکھا ہے۔ وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے۔ ایسے شخص کو مردود کہنے والا بالضرور

بدعت فاسق ہے۔ تمام ائمہ اور ابوحنیفہ کے نزدیک کفر ہے۔ پھر کہا مولوی اسماعیل ولی شہید مہبط رحمت حق تعالیٰ کے ہیں ایسے معتبر و مستند کی تین عبارتیں ہم نے نقل کی ہیں۔ دیوبندی صاحبو! یہ تینوں تمہارے گھر کے ہیں ان تینوں کو غور دیکھو اور بار بار پڑھو اور دیکھو کہ نذر و نیاز، گیارھویں و چھٹی رجب کی بائیسویں شعبان کی چودہ و محرم دسترھویں وغیرہ اور عرس و فاتحہ و سوم و چہلم و برسی وغیرہ سب کو امام الوہابیہ نے جائز بتلایا یا نہیں نہ صرف جائز بلکہ وہ تو سنت قولی اور سنت صحابہ بتا رہا ہے کیا پھر بھی تم لوگ حرام کے فتوے دیکر حرام کار ہو گے مسلمانان اہلسنت اور حدیث سنیں اور شرح الصدور میں ہے وعن ابی جعفر ان الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانا یعتقان عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد موتہ یعنی یقیناً حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ ١٥
عنہما حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے (ایصال ثواب کے لئے) ان کے وصال کے بعد غلام آزاد کیا کرتے تھے فسبحان اللہ وبحمدہٖ وعن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اللہ وسلم انا نتصدق عن موتانا ونحج عنہم وندعو لہم ھل یصل ذٰلک لہم قال نعم انہ لیصل الیہم وانہم لیفرحون بہ کما یفرح احدکم بالطبق اذا اھدی الیہ رواہ

ابو حفص العکبری یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اپنے گزرے ہوئے لوگوں کی طرف سے صدقہ خیرات کرتے ہیں اور انکی طرف سے حج کرتے ہیں اور قرآن عظیم وغیرہ پڑھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں تو کیا اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے یہ عرض سن کر حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یقیناً انھیں پہنچتا ہے اور بیشک اس کے پہنچنے سے ان کو فرحت ومسرت وخوشی حاصل ہوتی ہے جیطرح تم میں سے کسی کو طبق تھال تحفہ ہدیہ میں ملنے سے فرحت وخوشی ہوتی ہے۔ شامی جلد ثانی ف اس حدیث شریف سے بھی صاف معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی عبادات بدنیہ ومالیہ کے ایصال ثواب کا رواج ومعمول تھا اور وہ کرتے تھے اور سوال اس لئے کیا کہ پہنچتا ہے یا نہیں اور حضور عالم غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا ارشاد مبارک سنکر اطمینان کامل بھی حاصل ہوا اور بعد والے غلاموں کے لئے وہ سند ہو کر منکر کے آگے پیش کر کے اس کی دہن دوزی کریں تو ارشاد عالی ہوا ہاں پہنچتا بھی ہے اور میت کو خوشی بھی ہوتی ہے۔ اور میت کو خوشی کا اظہار حضور والا نے مثال بیان فرما کر ارشاد کیا کہ میت کی فرحت ومسرت کو جان کر ہر امتی مرد وعورت صغیر وکبیر رئیس وفقیر غریب وامیر اپنے گزرے ہوئے مسلمانوں کے لئے صدقہ خیرات ایصال ثواب کرتے رہیں فالحمد للہ رب العلمین۔ اور حدیث شریف سنئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سیدنا محبوب خدا شافع

روز حضور اصلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے
جس گھر والوں میں سے کوئی مرجاتا ہے اور وہ لوگ اس کے بعد اس کے لئے کچھ صدقہ
فاتحہ ایصال ثواب کرتے ہیں تو حضرت جبریل (علیہ السلام) اسے طبق میں لے جاتے
اور اس میت کو ہدیہ دیتے ہیں اور اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں
یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اَهْدَاهَا اِلَيْكَ اَهْلُكَ فَاقْبِلْ
فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزَنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْ لَا يُهْدٰى
اِلَيْهِمْ شَيْءٌ یعنی اے گہری قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں (رشتہ داروں) نے بھیجا
ہے اس کو قبول کر پھر حضرت جبریل علیہ السلام اس کے پاس قبر میں جاتے ہیں تو
وہ قبر والا اس ہدیہ سے خوش ہوتا ہے اور فرحت و مسرت کا اظہار کرتا ہے اور اس کے
پڑوسی قبر والے جن کو کچھ ہدیہ صدقہ نہیں پہونچایا جاتا وہ غمگین رنجیدہ ہوتے ہیں۔
رواہ الطبرانی فی الاوسط عنہ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
میت کو صدقہ و خیرات دعا فاتحہ کا ثواب پہنچتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ میت کو اس سے
فرحت و مسرت و خوشی ہوتی ہے۔ اور اس کا وہ اظہار بھی کرتا ہے اور جسے ایصال ثواب
نہیں ہوتا اوسے غم ہوتا ہے اب مسلمان بھائی غور کریں کہ ثواب کا پہنچانا اور پہنچنا حدیثوں
میں موجود ہے اور اس سے میت کا مسرور ہونا بھی حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور
جس کو کچھ ایصال ثواب نہیں ہوتا اس کا رنجیدہ و غمزدہ ہونا بھی مصرح ہے اب
وہ صدقہ فاتحہ ایصال ثواب تیسرے چوتھے، دوسرے دسویں بیسویں تیسویں چالیسویں
دن یا سہ ماہی ششماہی برسی کسی روز کرے وہ ایصال ثواب ہے اور حدیثوں سے
ثابت ہے اور دن کے تعین و تقرر کو حدیثوں سے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے بیان

کرجاتو تیجہ دسواں بیسواں مہینہ چالیسواں سب کام جائز و فائدہ مند ہیں اور کوئی وہابی دیوبندی ان میں سے کسی کام کو حرام نہیں کہہ سکتا۔ والحمد للہ رب العلمین اور مرغ یا بکرا وغیرہ ذبح کرکے پکانا اور نیاز فاتحہ کرنا بھی اسی میں داخل اور جائز ہے اور ثبوت کس کو کہتے ہیں۔ ہاں ہٹ دھرمی ضد و عناد کا ہمارے پاس علاج نہیں ان پانچوں احادیث مبارکہ نے صاف صاف بتایا کہ عبادت مالی و عبادت بدنی سب کا ثواب پہنچتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عبادت مالی و عبادت بدنی سب کا ثواب دوسرے ہو دل کو بخشا اور حضور سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وصحابہ وسلم کے ارشاد سے بخشا اور بخشنے کی اجازت مانگی اور اجازت ملی جیسا کہ احادیث شریفہ میں مذکور ہے اور امام الوہابیہ نے بھی اقرار کیا جس کو ہم نے دیوبندیوں کے آگے ذکر کردیا۔ اب دیوبندیوں کے طاغوت اکبر مولوی رشید احمد گنگوہی کی سنیئے براہین قاطعہ مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ صفحہ ۲۸ پر ہے۔ پس یہ حاصل ہوا کہ جس کے جواز کی دلیل قرون ثلثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور اس جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے سبحان اللہ سبحان اللہ ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔ دیوبندیو جلدی بولو ہوش و حواس درست ہیں یہ گنگوہی جی نے کیا کہا۔ حدیثوں میں آیا ہے اور امام الوہابیہ نے اسے قبول کیا اور گنگوہی صاحب نے لکھا کہ جس کے جواز کی دلیل قرون ثلثہ میں ہو وہ سب سنت ہے۔ یعنی گنگوہی جی کہتے ہیں کہ جس کام کے جواز کی دلیل زمانہ نبوی و زمانہ خلفائے راشدین صحابہ کرام و زمانہ تابعین ان تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ میں ہو تو وہ کام سنت ہے۔ اب میلاد شریف۔ نذر و نیاز۔ گیارھویں شریف عرس چھٹی شریف ستر ھویں

بارہویں شریف چھ شعبان و عاشورا اور فاتحہ تیجہ دسواں بیسواں برسی وغیرہ سب بحمد اللہ تعالیٰ جائز ہوئے۔ بلکہ گنگوہی جی کی عبارت سے تو ہر کام سنت ہو اگر ان میں سے ہر ایک کے جواز کی دلیل خاص قرن نبوی جو سب قرنوں میں اعلیٰ و افضل و کامل ہے اس میں موجود ہے اور یہ سب ایصال ثواب کے افراد ہیں جس کے جواز کا بیان خود دہلوی نے کس شان سے کیا والحمد للہ رب العلمین!

ہاں ہاں سارے کے سارے دیوبندیوں جیسی پوتوں، پرکھوں، پرانوں سیانوں سب کو اعلان عام و اعلان تام ہے کہ وہ صرف گنگوہی و دہلوی کی عبارات کو صحیح و درست مان کر نذر و نیاز میلاد شریف عرس گیارہویں وغیرہ فاتحہ تیجہ وغیرہ کسی کو حرام ثابت کر دیں یعنی ہمارے وہ پہلے دلائل اپنے مقام پر ہیں صرف گنگوہی کی اس عبارت کو صحیح و درست مانکر ہی سارے کے سارے دیوبندی کسی چیز کو ہرگز ہرگز حرام نہیں بتا سکتے اسی کو کہتے ہیں حق وہ ہے جو سر چڑھ کے بولے یہ بھی سن لیجئے کہ گنگوہی صاحب کا رتبہ دیوبندی دھرم میں کیا ہے۔ تو گنگوہی کی پیروی کرنا دیوبندی دھرم میں فرض ہے جس کے بغیر کسی کو ہدایت و نجات نہیں مل سکتی۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ، اپرہے گنگوہی نے بارہا یہ الفاظ بحیثیت تبلیغ کہے۔ اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر یعنی جو گنگوہی کا پیرو نہیں وہ جہنمی ہے۔ نجات اور بخشش اوسی کی ہے جو گنگوہی کا متبع ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ مسلمان غور کریں کہ کس طرح دیوبندی نبوت کے دعوے کرتے ہیں اعوذ باللہ من ذالک کیا کسی دیوبندی وہابی میں دم ہے کہ گنگوہی کو حکم شرعی سے بچائے اور گنگوہی کی براہین صفحہ ۲۸ والی عبارت کو مان کر نذر و نیاز فاتحہ میں سے کسی چیز کو حرام بتلائے ہرگز نہیں؟

ہرگز نہیں ہرگز نہیں والحمد للہ رب العلمین۔ دیوبندیو! یہیں ایک بات بتادو کہ دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ صفحہ ۷ پر لکھا ہے یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا سفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ اس عبارت میں نذر و نیاز کرنا شرک اور نذر و نیاز کرنے والوں کو شرک و جہنمی کہا ہے اور صراط مستقیم صفحہ ۵۵ پر نذر و نیاز فاتحہ اموات و تعین یوم کو بلاشک و شبہ جائز و عمدہ لکھا ہے۔ دہلوی کی دیکھو تو یہی عبارت ہے۔ پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست بتادو تقویۃ الایمان کے فتوے سے نذر و نیاز کو جائز عمدہ بتا کر دہلوی خود اپنے ہی فتوے سے مشرک و شرک گر ہوا یا نہیں اور چونکہ اسلام کا دعویدار ہے لہذا آخر کو مرتد ہوا یا نہیں اور دہلوی کو مسلمان اور قطعی جنتی مان کر گنگوہی اور گنگوہی کے سارے پیرو مشرک و مشرک گر و شرک مرتد ہوئے یا نہیں کیا دیوبندیو نہیں ایسے ہی جھوٹے کذاب فریبی مکار کو قطعی جنتی مانا جاتا ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ یہ بھی دیکھ لیجئے کہ دیوبندی دھرم میں تقویۃ الایمان کیسی کتاب ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۵۱ پر ہے۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں اسکا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے مسلمانو! قرآن سے بھی اس کتاب کا مرتبہ بڑھا دیا۔ قرآن عظیم کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننا عین اسلام ہے اور جو نہ مانے وہ کافر مرتد ہے اور کتاب تقویۃ الایمان کو پاس رکھنا عین اسلام ہے اس کو پڑھتے رہنا عین اسلام ہے۔ اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے

تو جو شخص تقویۃ الایمان کو پاس نہ رکھے وہ بے ایمان ہے جو شخص اوسے نہ پڑھے
وہ بے ایمان ہے۔ ص ۲۰، ہاتھا کھانے بیٹھے بات کرنے اور حاجت انسانی کے
لیے پڑھنا بند کیا اور بیدین بے ایمان ہو گیا۔ اور جو اس پر عمل نہ کرے وہ بے
دین بے ایمان ہے مسلمانو یہ ہے دیوبندی دھرم کہ قرآن مجید سے تقویۃ الایمان
کو بڑھا دیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو گنگوہی کے نزدیک دہلوی
اپنی صراط مستقیم میں نذر و نیاز عرس کو عمدہ اور بے شک و شبہ جائز بتا کر شرک مرتد
ہوا اور گنگوہی خود اپنے فتوے سے کافر و مرتد! دیوبندیو! یہ کیا گورکھ دھندا ہے
اسے حل کرو ورنہ توبہ کر کے سچے دل سے مسلمان بنو مسلمان بھائی ایک حدیث شریف
اور سنیں۔ حدیث ششم عن ثابت بن الضحاک رضی اللہ تعالی عنہ قال نذر رجل
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ان ینحر ا
بلاً ببوانۃ فاخبرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ
وسلم هل کان فیها وثنٌ من اوثان الجاہلیۃ یعبد قالوا لا قال فهل
کان فیها عید من اعیادهم قالوا لا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اوف بنذرک فانہ لا وفاء لنذر فی
معصیۃ اللہ ولا فیما لا یملک ابن آدم۔ یعنی ایک شخص نے عہد نبوت میں
یہ نذر مانی کہ مقام بوانہ میں اونٹ ذبح کرے گا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ
وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ عرض کیا تو حضور سرور کونین
نے ارشاد کیا کیا وہاں زمانہ جاہلیت کا کوئی بت ہے جس کی پوجا ہوتی ہے۔ لوگوں
نے عرض کی کہ نہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ وہاں مشرکوں کی کوئی عید میلہ ہوتا ہے۔ لوگوں نے

عرض کی نہیں تو حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ اپنی نذر کو پورا کرو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں تو یقیناً نذر کا ایفا نہیں ہے اور جس چیز کا آدمی مالک نہ ہو اس میں بھی ایفاء نذر نہیں ہے رواہ ابوداؤد عنہ ف اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ کی حدود میں رہتے ہوئے اگر نذر مانی تو اسے ادا بھی کرے جیسا کہ دہلوی بھی قبول کر چکا۔ اور اگر خلاف شرع نذر مانی تو وہ نذر پوری نہ کرے اب دہلوی کے مسلم بزرگ اور معتبر و مستند معتمد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے سنیئے ملاحظہ ہو فتاوی عزیزیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی صفحہ ۱۲۸ پر ہے۔ حقیقت این نذر آنست کہ اہدائے ثواب طعام والفاق وبذل ومال بروح میت کہ امریست مسنون کہ از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ این نذر مستلزم میشود پس حاصل این نذر آنست کہ آن نسبت مثلاً اھدی ثواب معدا الطعام الی روح فلاں وذکر ولی برائے تعیین محل نذر ودست وبرائے مصرف وصرف ایشاں ومتوسلان آن ولی می باشند از اقارب وخدمہ وہم طریقاں وامثال ذالک۔ وہمین است مقصود نذر کنندگان بلا شبہ وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء لہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع یعنی نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے اور کپڑے وغیرہ اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جائے۔ اور یہ کام سنت ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف ومسلم شریف میں حضرت ام سعد وغیرہ کا بیان حدیثوں میں آیا ہے (جس کا مختصر بیان فقیر نے صراط مستقیم سے کر دیا) تو حاصل اس نذر کا کھانے وغیرہ کی ایک معین مقدار کا ثواب

کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا ہے اور ولی کا نام اس کا ذکر محل منذور کی تعین کیلئے ہے نہ مصرف کے لیے اور مصرف ان نذر کرنیوالوں کے نزدیک اس ولی کے اقربا اور خادم اور مریدین اور متوسلین ہیں اور بلاشک وشبہ یہی مقصود ہے نذر کرنے والوں کا۔ اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اسکی وفا اور اسے پورا کرنا واجب ہے کیونکہ وہ شریعت مطہرہ میں قربت معتبرہ ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ اور یہی جناب فضیلت مآب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی فتاوی عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۹۵ میں فرماتے ہیں۔ اگر گفتہ شود یا الہٰی نذر کردم برائے تو اگر شفا دہی مریض را یا مانند آں طعام بخواہم داد و فقرائے را کہ بر دروازہ سید نفیس اند یا مانند آں با خبر خواہم کرد بود یا ہائے مسجد یا روغن زینت برائے روشنی آں مسجد یا درا ہم خواہم داد و برائے کسے کہ شعائر مسجد میکند از قسمیکہ و در آں نفع فقراء باشد و نذر برائے خدا است و ذکر نمودن شیخ برائے این نسبت کہ محل مصرف نذر ست و برائے مستحق نذر جائز است۔ خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر کہا جائے کہ یا اللہ میں نے تیری نذر کی اگر تو اس مریض کو تندرست کردے یا اسکی مثل کوئی لفظ تو میں ان فقیروں کو کھانا کھلاؤنگا۔ جو سید نفیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانے پر رہتے ہیں تو یہ نذر خدا کے لئے ہے اور بزرگ کا نام صرف اسلئے ہے کہ وہ حق داروں پر خرچ کرنے کا محل ہے۔ یہ نذر جائز ہے۔ دیوبندیو! دیکھو نذر نیاز جائز ہونے کا کیسا دھوم دھامی فتوی شاہ صاحب دیرہے ہیں۔ فللہ الحمد یہی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب فتاوی عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۷۰ پر لکھتے ہیں طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نمایند بر آں فاتحہ وقل ودرود خواندن تبرک می شود خوردن بسیار خوب است یعنی وہ کھانا جو حضرت امامین حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کے لئے کرتے ہیں اس پر سورۂ فاتحہ وقل شریف اور درود شریف کا پڑھنا جائز ہے۔ وہ تبرک ہوجاتا ہے اوس کا کھانا بہت خوب وعمدہ اچھا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ دیوبندیو! سنتے جاؤ اور توبہ کرتے جاؤ۔ اور یہی جناب معلی القاب شاہ عبدالعزیز صاحب فتاوی عزیزیہ مجتبائی صفحہ ۴۱ پر کہتے ہیں۔ اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند جائز است مضائقہ نیست۔ یعنی اگر ملیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے ارادے سے پکائے۔ انکی روح کو ثواب پہنچانے کے قصد سے تو اس کا کھانا جائز ہے۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور یہی شاہ صاحب اسی فتاوی عزیزیہ صفحہ ۴۱ پر فرماتے ہیں۔ اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیا را ہم خوردن ازاں جائز است یعنی اگر کسی کھانے پر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی گئی تو وہ کھانا مالداروں کو کھانا بھی جائز ہے دیوبندیو اسے یاد کرتے جاؤ کہ نیاز فاتحہ بزرگان کی چیز تبرک ہوتی ہے اور نیاز کی چیز مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے اور یہی والاجناب شاہ صاحب فتاوی عزیزیہ مجتبائی صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں۔ بعد ازاں ختم قرآن مجید و پنج آیت خواندہ بر ماحضر فاتحہ نمودہ می آید۔ یعنی میرے یہاں بیان میلاد شریف کے بعد قرآن عظیم کا ختم ہوتا ہے سورۂ بقرہ کے شروع کی پانچ آیتیں پڑھ کر جو کچھ کھانا شرینی موجود ہو اس پر فاتحہ نیاز دی جاتی ہے۔ یہ شاہ صاحب اپنا عمل بتاتے ہیں کہ میرے یہاں جو نذر و نیاز ۱۲ ربیع الاول شریف عید میلاد النبی اور ۱۰ محرم الحرام روز عاشورہ کو ہوتی ہے۔ وہ اسطرح ہوتی ہے۔ اور یہ بھی بتادیا کہ وہ کھانا پانچ آیت پڑھتے وقت سامنے ہوتا ہے دیکھے

سبحان اللہ۔ دیوبندیو کس کس چیز کا ثبوت دیکھنا چاہتے ہو ایک اور سن لو مگر ہوش و حواس درست رکھنا۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں۔ حضرت امیر وذریہ طاہرہ او را تمام امت برمثال پیراں ومرشداں می پرستند وامور تکوینیہ را وابستہ بایشاں می دانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر بنام ایشاں رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است سارے کے سارے دیوبندی وہابی اس عبارت کو حفظ کر کے اس کا وظیفہ کیا کریں۔ سنو کیسا غیرت افروز اور وہابیت سوز ارشاد ہے۔ یعنی حضرت شیر خدا مشکل کشا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکی اولاد پاک کو تمام امتی پیروں اور مرشدوں کی طرح جانتے مانتے ہیں۔ اور امور تکوینیہ کو انھیں کی ذات سے وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ اور درود اور صدقے اور نذر ونیاز ان کے ناموں پر امت میں رائج ومعمول ہے اور اسی طرح تمام ولیوں کے ساتھ مسلمانوں کی نیازمندی ہے۔ فالحمد للہ رب العلمین اس عبارت کے دو جملوں کا دیوبندیوں کو صاف صاف بلا ہیر پھار جلد از جلد بتانا چاہئیے۔ اول حضرت امیر وذریہ طاہرہ او را تمام امت برمثال پیراں ومرشداں می پرستند۔ اور دوم وامور تکوینیہ را وابستہ بایشاں می دانند۔ حضرت شاہ صاحب کو مسلمان اور مسلمانوں کا مقتدا مانتے ہوئے ان دونوں جملوں کا ترجمہ تو کرو جس سے شاہ صاحب پر تقویۃ الایمان کا کفر و شرک والا فتوی نہ لگے۔ کیا کسی دیوبندی تبلیغی میں ہمت ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں اور جب تقویۃ الایمان کے کفر و شرک سے شاہ صاحب کو نہیں بچا سکتے تو تقویۃ الایمان کو چھوڑو اور گنگوہی ونانوتوی وانبیٹھی وتھانوی سے موہنہ موڑو اور صدق دل سے توبہ کرو مسلمان بنو ورنہ حلال کو حرام بتا کر مسلمانوں کو مشرک بتا کر اور خدا ورسول جل وعلا

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی توہین وتنقیص کرکے جہنم میں جانے کی تیاری کرو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مگر اس عبارت سے خوب واضح ودرو مجلی ہوگیا کہ نذر ونیاز وفاتحہ وعرس وغیرہ سب جائز ہے۔ اور شاہ صاحب کا یہی عقیدہ ہے اور فتاوی عزیزیہ صفحہ ۱۱۱ والی عبارت سے تو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوگیا کہ حضرت شاہ صاحب کا عمل بھی یہی تھا کہ نذر ونیاز فاتحہ میں الحمد وقل ودرود بھی پڑھواتے تھے۔ اور یہ کہ کھانا سامنے رکھواتے تھے کہ لفظ ہے برا حضر والحمد للہ رب العلمین پیارے سنی مسلمان بھائیو حضرت شاہ صاحب کی ان عبارتوں سے نذر ونیاز میلاد شریف وگیارھویں وسترھویں وچھٹی ورجب کی بائیسویں وشب برات ومحرم وغیرہ میں نذر ونیاز وفاتحہ وعرس سب بفضلہ تعالیٰ جائز ثابت ہوا اب یہ بھی معلوم کیجئے کہ شاہ صاحب کو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کیا لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو دہلوی کی صراط مستقیم مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۶۲ پر ہے۔ جناب ہدایت مآب قدوۃ ارباب صدق وصفا زبدۃ اصحاب فنا وبقا سید العلماء سند الاولیاء حجۃ اللہ علی العلمین وارث الانبیاء والمرسلین مرجع کل ذلیل وعزیز مولانا ومرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقایا داعز نادسائر المسلمین بمجدہ وعلانہ۔ دہلوی کے ان مسلم الثبوت پیشوا ومقتدا نے ان چیزوں کے جائز ہونے کے کیسے کیسے کھلم کھلا فتوے دے۔ اب دہوی یا دہلوی کا کون پیرو ہے جو ان میں سے کسی کام کو حرام بتا سکے والحمد للہ رب العلمین اور یہی بزرگوار شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے رسالہ دیکھو مطبوعہ مجموعہ زبدۃ النصائح میں فرماتے ہیں عرس بزرگان خود آہ این طعن مبنی ست بر جہل باحوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند آرے زیارت وتبرک بقبور

مساکین و امداد ایشاں یا بدلے ثواب و تلاوت قرآن و دعاے خیر و تقسیم طعام و شیرینی
مستحسن و خوب ست باجماع علماء و تعین روز عرس برائے آنست که آں روز
مذکر انتقال ایشان میباشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز که ایں عمل
واقع شود موجب فلاح و نجات ست و خلف را لازم ست که سلف خود را باین نوع
بر و احسان نماید ۔یعنی اپنے بزرگوں کے عرس پر اعتراض کرنا یعنی جن پر کیا جاتا ہے ان
کے حالات سے لاعلمی کی بناء پر ہے کیونکہ شریعت مطہرہ کے مقرر فرماتے ہوئے فرائض
کے علاوہ کوئی شخص کسی چیز کو فرض نہیں جانتا ۔لیکن نیکوں کی قبروں کی زیارت اور
ان سے برکت حاصل کرنا اور صدقہ خیرات کرنا اور قرآن عظیم پڑھ کر ثواب کا ہدیہ
پیش کر کے انکی مدد کرنا اور دعائے خیر کرنا اور کھانا و شیرینی تقسیم کرنا اچھا کام
ہے ۔اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کام عمدہ ہے اور عرس کے دن کا مقرر کرنا اس
لئے ہے کہ وہ دن یاد دلانے والا ہے ان کے انتقال کو کہ اس دن وہ دار العمل
سے دار الثواب والجزاء کو تشریف لے گئے ۔ ورنہ جس دن بھی یہ کام ہوگا وہ موجب
فلاح و نجات ہے اور پچھلوں کو لازم ہے کہ اپنے پہلوں بزرگوں کو یہ احسان صدقہ
ایصال ثواب دعائے خیر سے یاد رکھیں ۔اس عبارت سے چند مسئلے معلوم ہوئے یہ
کہ نذر نیاز گیارھویں وغیرہ و فاتحہ و عرس جائز ہے ۔اور دن مقرر کرنا بھی جائز
ہے اور دن مقرر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ خلف را لازم ست کیا کوئی وہابی
دیوبندی اس لازم کا ترجمہ کر سکتا ہے ۔ہرگز نہیں اب ان شاہ صاحب کے والد
جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی سنیئے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء
اللہ میں لکھتے ہیں بقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و

حاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند ہمیں طور ہر روز می خوانده باشند یعنی تھوڑی شیرینی پر حضرت خواجگان چشت اہل بہشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نام پر فاتحہ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے ان کا توسل کرتے ہوئے اپنی حاجت کا سوال کریں اور اسی طرح ہر روز پڑھتے رہیں فالحمد للہ دیکھئے شیرینی بھی ہے فاتحہ بھی ہے۔ وہابیو دیوبندیو اب یاد رکھو اور سنو یہی جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی

همعات میں فرماتے ہیں ازیں جاست حفظ اعراس مشائخ ومواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں۔ یعنی اسی وجہ سے ہے بزرگوں اور اولیائے کرام کے عرسوں کی حفاظت کرنا اور انکی قبروں کی زیارت کی پابندی کرنا اور ان کے لئے صدقہ دینا اور فاتحہ پڑھنے کو لازم جاننا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ سنی مسلمانو! دیکھو شاہ صاحب نے عرسوں اور زیارت قبور اور فاتحہ پڑھنے اور ایصال ثواب کرنے کو لازم اور ضروری بتا دیا اور جواز کا ثبوت کیا چاہیئے اور اسی صدقہ وفاتحہ میں وہ مرغ و بکرا بھی داخل ہے جو ذبح کر کے پکا کر فاتحہ کیا جائے۔ کیا کوئی وہابی دیوبندی حفظ اعراس ومواظبت و زیارت قبور ایشان والتزام فاتحہ ان لفظوں کا صحیح مطلب بتا سکتا ہے اور شاہ صاحب بلکہ ہر دو شاہ صاحبان کو تقویۃ الایمان کے کفر وشرک کے فتوے سے بچا سکتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہی شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنے فتوے مندرجہ زبدۃ النصائح میں فرماتے ہیں۔ واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیارا ہم خوردن دراں جائز ست یعنی اگرچہ کسی کھانے یا شیرینی پر کسی بزرگ کی فاتحہ دی گئی تو دولت مندوں کو بھی اس میں سے کھانا جائز و درست ہے

دیکھئے پہلے فاتحہ ہوئی نیاز دی گئی تب کھانا تبرک ہوا فالله الحمد حضور پرنور
مرشد برحق امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت تاج الفحول
الکاملین شیخ الاسلام والمسلمین آیت من آیات الله رب العالمین حجۃ الله فی
الارضین فاضل ابن الفاضل مولٰنا الحاج مولوی حافظ قاری مفتی شاہ عبد المصطفیٰ
محمد احمد رضا خان صاحب قادری آل رسولی بریلوی رضی الرحمٰن عنہ و
ارضاہ عنا اپنے مبارک فتوے میں فرماتے ہیں۔ تقریر نجیح مطبوعہ زبدۃ النصائح
میں امام الطائفہ النجدیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے اگر شخصے نذر کند کہ اگر
فلاں حاجت من برآید ایں قدر نیاز حضرت سید احمد کبیر بکنم وایں قدر طعام نیاز ایشاں
مردم را بخورانم اگرچہ دریں نذر گفتگو ست لیکن طعام حلال ست و ہمچنیں ست حکم گوشت
حلال اگر شخصے بگوید کہ دو من گوشت نذر سید کبیر بعد برآمدن حاجت خود خواہم خورانید
گوشت حلال ست و اگر بگوید کہ گوشت گاؤ خواہم خورانید نیز درست ست و اگر ہمیں
قصد گاؤ را نذر کنند نیز رواست چرا کہ مقصود محض گوشت ست و ہمچنیں اگر گاؤ زندہ
بنام سید احمد کبیر کسے را بدہد بطور تحفہ تقدیم نہند روا است و گوشت آں حلال ست
یعنی اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ اگر میری فلاں حاجت پوری ہوگئی تو حضرت سید
احمد کبیر رفاعی رضی الله تعالیٰ عنہ کی اتنی نیاز کرونگا۔ یا انکی نیاز کا کھانا اتنے
آدمیوں کو کھلاؤں گا اگرچہ اس نذر میں گفتگو ہے (اوس چون چرا کو شاہ
عبد العزیز صاحب نے صاف کر دیا) لیکن وہ کھانا شیرنی حلال ہے۔ اور اسی
طرح گوشت کا حکم ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص کہے کہ دو من گوشت اپنی مراد پوری
ہونے کے بعد نذر سید احمد کبیر لوگوں کو کھلاؤں گا تو گوشت حلال ہے۔ اور

اگر یوں کہے کہ گائے کا گوشت کھلانا چاہتا ہوں تو بھی درست ہے اور اگر اسی نذر کے ارادے سے گائے کو ہی نذر کرے تو وہ بھی جائز ہے۔ کیونکہ اس کا مقصود گوشت ہے اور ایسے ہی اگر زندہ گائے حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر نذر کی اور وہی کسی کو دیدے جس طرح کہ نقد دیتے ہیں تو وہ بھی جائز ہے اور گوشت اس کا حلال ہے۔ مسلمان بھائیو! غور سے پڑھو اور اس کہنے والے دیدہ دہن سے پوچھو کہ وہ کہاں سے حرام کہتا ہے۔ کیا سوال و لامرغ ابھی حلال نہیں ہوا اور اسی تقریر ذبیحہ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان نے لکھا ہے۔ اگر ہمیں طور نذر برائے گزشتگان قدس اللہ اسرارہم کندہ است این قدر فرق است کہ بسبب انتقال از عالم دنیا بعالم برزخ منتفع بنقد جنس و طعام نمی توانند شد بلکہ ثواب صرف آں اللہ تعالیٰ بارواح مطہرہ ایشاں می رساند پس احوال ایشاں و حالات حیات و بعد ممات برابر ست۔ یعنی اگر اسی طرح گزرے ہوئے اولیاء کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی نذر کرے تو جائز ہے۔ اتنا فرق ہے کہ عالم دنیا سے عالم برزخ کو انتقال کرنے کے سبب سے اس نقد و جنس و طعام سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ اس کے پڑھنے پڑھانے کھلانے پلانے پہنانے میں خرچ کرنے کا ثواب اللہ تعالیٰ انکی ارواح مبارکہ کو پہونچاتا ہے تو اولیاء کرام کے حالات اس زندگی میں اور بعد وصال برابر ہیں۔ سبحان اللہ نذر و نیاز و فاتحہ کے ساتھ ساتھ حضرت اولیاء کرام کی حیات کے جلوے بھی ظاہر ہو رہے ہیں اور اسی تقریر ذبیحہ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے اگر نذر کند کہ بشرط بر آمدن حاجت خود گاؤ دو سالہ فربہ نیاز حضرت غوث الاعظم خواہد کرد۔ پس حکم این مثل

حکم طعام است اگر نذر بطریق حسن ست ہیچ خلل نہ و اگر قبیح ست فعلش حرام است و حیوان حلال۔ یعنی اگر نذر مانے کہ میری حاجت بر آئی مراد پوری ہوئی تو دو سالہ گائے فربہ حضور پر نور سلطان بغداد۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دلاؤں گا تو اس کا حکم کھانے کے حکم کی طرح ہے۔ اگر نذر اچھی ہے تو کوئی خلل نہیں ہے۔ اور اگر نذر بری ہے تو اس کا یہ فعل حرام ہے اور جانور حلال ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ دیوبندیو! ذرا لفظ حضرت غوث الاعظم کو خوب یاد کر لو اس سے بلائیں ٹلتی اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ اور جس کے دماغ میں دیوبند ہو وہ فوراً نکل بھاگتا ہے اور اسی تقریر ذبیحہ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا اگر شخصے

بزے را پرورش کند تا گوشت او خوب شود او را ذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ بخوارند خللے نیست۔ یعنی اگر کوئی شخص بکرے کو پالے تاکہ اس کا گوشت عمدہ ہو جائے اور اسی پرورش کئے ہوئے بکرے کو ذبح کرکے پکایا جائے۔ پھر فاتحہ پڑھ کر حضور پر نور سیدنا غوث اعظم پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دیجائے۔ پھر یہ کھانا تبرک کھلایا جائے تو اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ سبحان اللہ۔ سنی بھائی دیکھیں کہ امام الوہابیہ نے پیران پیر حضور سیدنا غوث اعظم کا بکرا بھی جائز بتا دیا اور نیاز گیارھویں شریف کو بھی جائز بتا دیا۔ کیونکہ عرف عام میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کو ہی گیارھویں شریف کہتے ہیں۔ وہ گیارھویں کو ہو یا دس گیارہ کو ہو یا کسی تاریخ میں ہو عرف عام میں یہی شائع ہے کہ گھر والا کہتا ہے آج ہمارے یہاں گیارھویں شریف ہے اور پڑوسی اس کے یہاں ہے۔ فسبحان اللہ و بحمدہٖ کا

اور فاتحہ پڑھنا اور کھانا آگے رکھنا تو کئی بار جائز بتا چکا اب اس گستاخ گندہ دہن سے پوچھو کر تو حرام کا فتویٰ کہاں سے بیان کرتا ہے اور لفظ حضرت غوث الاعظم کو تو یہاں بھی دیوبندی خوب یاد رکھیں کہ غوث الاعظم کا ترجمہ ہے بہت بڑا فریاد رس۔ بہت بڑا مددگار۔ وقت مشکل میں بڑی مدد کرنے والا۔ اب ذرا تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور حصہ اول کو سامنے رکھ کر سارے کے سارے دیوبندی بتائیں کہ دہلوی مسلمان ہوا یا مشرک و مرتد اور دہلوی کو مقتدا و پیشوا مان کر قطعی جنتی لکھ کر گنگوہی اور گنگوہی کی پیروی میں سارے کے سارے دیوبندی مشرک مرتد ہوئے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ دیوبندیو! دیکھو تمہارے امام و پیشوانے ہی تمہارے گلے میں کفر کی گھنٹی ڈال دی معاذ اللہ تعالیٰ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ان دونوں عبارتوں میں امام الوہابیہ نے گیارھویں شریف و نذر و نیاز کا جائز ہونا بھی قبول دیا۔ اور حضرت سیدنا غوث اعظم پیران پیر دستگیر سلطان بغداد محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غوث اعظم بڑا فریاد رس اور فریاد یو بھی فریاد کو بہت زیادہ پہنچنے والا اور بہت بڑا مددگار سبھی تو مان لیا اب دہلوی کے ساتھ اس کے پیرو بٹ لیں۔ اور فاتحہ خوانندہ بجوارند کو ذہن نشین کریں کہ فاتحہ پڑھ کر نیاز دیں پھر کھلائیں۔ اور یہی طریقہ مسلمانان اہلسنت میں رائج ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔ اور جناب شاہ رفیع الدین صاحب جو جناب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کے بھائی ہیں انہی بھی ضرور سن لیجے وہ اپنے فتوے میں فرماتے ہیں۔ سوال۔ تخصیص ماکولات در فاتحہ بزرگان مثل کھچڑا اور فاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و توشہ در فاتحہ عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وغیر ذالک وہمچناں تخصیص خود بزرگان ہیچ حکم دادر. جواب ۔ فاتحہ وطعام بلا شبہ از ۱۹۹
مستحسنات ست وتخصیص کہ فعل شخص باختیار اوست کہ باعث منع نمی تواند
شد ایں تخصیصات از قسم عرف وعادت اند کہ بمصالح خاصہ ومناسبت خفیہ
ابتدا بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافت الخ. یعنی سوال بزرگوں کی فاتحہ میں
کھانے کی چیزوں کا خاص کرلینا جیسے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی نیاز میں کھچڑا حلیم شربت اور گیارھویں شریف میں مرغ پلاؤ وغیرہ
اور چھ رجب کو دلیا اور بائیس رجب کو کونڈوں میں خستہ میٹھی پوریاں وغیرہ
اور حضرت شاہ عبد الحق صاحب ردولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیاز میں
توشہ کرنا وغیر ذالک جیسے حضرت سیدہ بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحنک
کرنا اور اسی طرح اس کے کھانے والوں کو خاص کرلینا کیا حکم رکھتا ہے جواب
فاتحہ نیاز اور کھانا بیشک وشبہ مستحسنات نیک کاموں میں سے ہے اور کسی جنس
طعام کا خاص کرلینا تو یہ کام خاص کر نیاز کرانے والے کا ہے اور یہ اسی کے اختیار
میں ہے تو یہ سبب منع نہیں ہوسکتا اور یہ تخصیصات عرف وعادت کی قسم سے ہیں
کہ خاص خاص مصلحتوں اور چھپی ہوئی مناسبتوں کی وجہ سے شروع میں ظاہر
ہوئیں پھر آہستہ آہستہ لوگوں میں شائع ہوگئیں مسلمانو! دیکھو کھچڑا و شربت
اور کونڈوں کی خستہ پوریاں وشب برات کا حلوہ و توشہ قادریہ و توشہ مخدومیہ
اور عید کی سوئیاں وغیرہ وغیرہ سب جائز وحلال ومستحسن ہے ۔ فللہ الحمد
پوچھیے اس بددین سے جس نے نیاز کے کھانے کو حرام کردیا کہ یہ حرام کا تونے
فتویٰ کہاں سے لگایا۔ اس حلال کو حرام کہنے کا حق تجھے کیسے حاصل ہوا

نعوذ باللہ من غضب الجبار القہار اب خود مولوی اسمٰعیل دہلوی کی سنیے
صراط مستقیم مجتبائی دہلی صفحہ ۶۴ پر ہے۔ ورنہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات ۱۵
بطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی بہتر و افضل یعنی اور یہ نہ سمجھ بیٹھیں
کہ گزرے ہوؤں کو نفع پہنچانا ثواب بخشنا لوگوں کو کھانا کھلا کر اور فاتحہ پڑھ کر یہ
اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کام تو بہت اچھا اور بڑی فضیلت والا ہے۔ پیارے
مسلمانوں! دیکھو فاتحہ نیاز اور کھانا کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ایسا کرنا بہت
عمدہ اور بڑی عظمت والا کام ہے۔ پھر اسی صراط مستقیم مجتبائی کے صفحہ ۶۲
کو دیکھئے۔ لکھا ہے۔ و ثواب عبادت قولی و فعلی و مالی بروح مقدس آن ۵
جناب رسانیدن۔ یعنی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح طاہر
کو عبادت قولی اور عبادت فعلی اور عبادت مالی کا ثواب پہنچانا جائز ہے
اور عبادت مالی میں کھچڑا و شربت اور مرغ مذکور فی السوال سب داخل ہے
فسبحان اللہ و بحمدہ اور اسی صراط مستقیم کے صفحہ ۹۲ پر مولوی اسمٰعیل نے
لکھا ہے۔ و ہرگاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد موقوف بر اطعام نہ گزارد ۷
اگر میسر باشد بہتر است والا صرف ثواب سورۃ فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب ہاست
یعنی جو وقت کسی میت کو کوئی ثواب پہنچانا منظور ہو تو کھانا یا شیرینی کرنے پر نیاز
فاتحہ کو ملتوی نہ کر دیں (کہ جب کھانے کے لئے غلہ جمع کر لیں تبھی کریں۔ نہیں بلکہ
اگر کھانا کرنا میسر (آسان) ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ نیاز فاتحہ کو موقوف نہ کریں صرف
سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب بخشیں۔ یہ سب ثوابوں میں عمدہ
ثواب ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ مسلمانو! وہابیوں دیوبندیوں سے

کہو کہ موقوف تحرا دکو خوب یاد رکھو۔ اور یہی مولوی اسمٰعیل صراط مستقیم کے صفحہ ۱۱۱
پر کہتے ہیں۔ اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام
اکابرین ایں طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک توسط ایں بزرگان نماید
و بہ نیاز تمام و زاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ۔ یعنی پہلے طالب
کو لازم ہے کہ با وضو قبلہ رو دو زانو نماز کی طرح بیٹھے اور اس سلسلہ کے بڑے
بزرگوں یعنی حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی و
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما کے نام پر فاتحہ
پڑھے ایصال ثواب کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں ان بزرگوں کا واسطہ
پیش کر کے التجا کرے دعا مانگے اور پورے نیاز اور زیادہ سے زیادہ گریہ
وزاری کے ساتھ اپنے کام کی کشادگی کے لئے دعا کرے۔ مسلمان بھائیو!
دیکھو امام الوہابیہ نے نیاز فاتحہ اولیاء کرام سے توسل کرنا سب جائز
بتا دیا۔ فللہ الحمد۔ مگر وہابیوں دیوبندیوں سے کہدو کہ با وضو۔ دو زانو
بطور نماز بنشیند اور توسط ایں بزرگان۔ بہ واسطہ وسیلہ تقویۃ الایمان کے فتوے
سے شرک تو نہیں۔ اور دو زانو نماز کی طرح اور با وضو بیٹھنا خدا کے ساتھ
خاص تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو یہ اسمٰعیلی شرک ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ اور
یہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مخزن المطابع مخصوص ۲ پر ہے۔ یہی پکارنا اور منتیں ماننی
اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا
سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے

سوا ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ اور تقویۃ الایمان مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ ص ۸ پر ہے۔ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کیے ہیں کہ انکو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع کرنا اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ وغیرہ وغیرہ گنتے گنتے صفحہ ۹ پر لکھا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں۔ پھر اسی صفحہ ۹ پر ہے۔ ایسی قسم کی باتیں کریں تو اوس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ پھر اسی صفحہ ۹ پر ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ اسطرح کی تعظیم کرنے سے اللہ ہم سے خوش ہوتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی تقویۃ الایمان صفحہ ۸ پر ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دیئے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ دیوبندیو! ان عبارتوں کو بار بار پڑھو اور بتاؤ کہ دہلوی پر کفر و شرک کا کوئی فتوی تو نہیں آتا۔ کیونکہ اگر وہ شرک مرتد ہوا تو تم سارے کے سارے بھی کافر شرک مرتد ہو جاؤ گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور تقویۃ الایمان کی بہن تذکیر الاخوان صفحہ ۹۴ پر ہے۔ اور مردوں سے حاجتیں مانگنا اور انکی منتیں ماننا اور تیجہ دسواں چالیسواں برسی مردوں کی کرنا قدم رسول وغیرہ کی تعظیم کرنا۔ اور صفحہ ۹۵ پر اس کا حکم یہ بیان کیا کہ اور پیغمبر کیطرف سے اس پر پھٹکار ہے۔ پھر ان کے کرنے والے کا مزید حکم یوں بیان کیا کہ وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ کافر و منافق ہے۔ اور اسی کے صفحہ ۹۶ پر ہے اور ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور ربیع الثانی کو گیارھویں کرنا اور شعبان میں حلوا پکانا اور رمضان میں آخری جمعہ کو خطبہ الوداع پڑھنا۔ اور قضاء عمری نماز پڑھنا

شوال میں عید کے روز سویّاں پکانا۔ اور بعد نماز عید کے بغلگیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا

اور تیجہ دسواں چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی اور عرس مردوں کے کرنا اور توشے
اور سہ میناں کرنا۔ مسلمان بھائیو۔ غور کرو کہ دہلوی و گنگوہی اور سارے کے سارے
دیوبندیوں کے نزدیک یہ کام کرنے والے مسلمان کافر و منافق ہیں۔ معاذ اللہ اور
اسی کے قریب مولوی اشرف علی تھانوی نے بہشتی زیور حصہ اول میں کفر و شرک
کی باتو نہیں لکھ مارا۔ اور مولوی خرم علی بلہوری نے نصیحۃ المسلمین میں ایسے ہی لکھ
دیا یعنی دہلوی و گنگوہی و تھانوی و بلہوری کے فتوے سے جو مسلمان منت مانے
وہ کافر جو قدم رسول کی تعظیم کرے وہ کافر جو مولو گیارہویں کرے وہ کافر جو عرس کرے
وہ کافر جو شعبان میں حلوا پکائے وہ کافر جو عید کے دن سویّاں پکائے وہ کافر
جو عید کی نماز کے بعد گلے ملے وہ کافر جو مصافحہ کرے وہ کافر جو رمضان کے
آخری جمعہ کو الوداع کا خطبہ پڑھے وہ کافر جو چالیسواں کرے وہ کافر جو چھ
ماہی کرے وہ کافر جو برسی کرے وہ کافر جو توشہ کرے وہ کافر جو شادی میں
سہرا باندھے وہ کافر غرضیکہ دیوبندی دھرم میں کالا گورا جوان بڈھا کفر سے
کوئی نہیں بچا۔ ساری دنیا کو کافر مشرک بنا ڈالا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم۔ اب دیوبندیوں سے کون پوچھے کہ دہلوی شاہ صاحبان نے
مولود و عرس و نذر و نیاز و فاتحہ و تیجہ وغیرہ خود کیا اور جواز کے فتوے دیئے
اور مولوی اسمٰعیل نے صراط مستقیم اور تقریر ذبیحہ میں ان چیزوں کو حلال و جائز
کیا تو ان پر گنگوہی و تھانوی و بلہوری کا کیا فتویٰ ہے۔ اور ان لوگوں کو مسلمان
اور مسلمانوں کا مقتدا مانکر سارے کے سارے دیوبندی کافر و مرتد ہوئے یا کون

یہ مسلمانوں کو بے وجہ اور بے عیب کافر و مشرک بنانے کا منحوس ثمرہ ہے کہ اپنے ہی فتوے سے کافر مرتد ہو گئے۔ اور آخرت میں جو اس کا خمیازہ بھگتنا ہو گا اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں معاذ اللہ رب العالمین یہ ہیں دیوبندی دھرم کے دو رُخے احکام کہیں تو وہی کام کرنا حلال جائز بلکہ سنت رسول و سنت صحابہ اور کہیں اس کام کرنے والے کو کافر مشرک ہی بناڈالا انا للہ وانا الیہ راجعون و حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ اب وہابیوں کے معلم ثالث مولوی خرم علی بلہوری کی بھی سنئے وہ اپنی کتاب نصیحۃ المسلمین کے صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں حاضری حضرت عباس کی۔ صحنک حضرت فاطمہ کی۔ گیارھویں عبد القادر جیلانی کی مالیدہ شاہ مدار کا۔ سہمنی بوعلی قلندر کی۔ توشہ شاہ عبد الحق کا۔ اور دو سطر کے بعد لکھتے ہیں اگر نیت نہیں صرف انکی روح کو ثواب پہونچانا منظور ہے۔ تو درست ہے اس نیت سے ہرگز منع نہیں۔ مسلمانو! یہ ہے جس کو کہتے ہیں حق وہ ہے جو سر چڑھ کے بولے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ پھر اسی نصیحۃ المسلمین صفحہ ۲۵ پر ہے۔ اور بہترین طریقہ فاتحہ کا شرع کے موافق یوں ہے کہ کھانا پکوا کر محتاج غریبوں کو تقسیم کر دے۔ اور یوں کہے کہ یا الٰہی یہ کھانا تیری نذر ہے اس کا ثواب میری طرف سے پیغمبر کی روح کو یا حضرت علی کی روح کو یا عبد القادر جیلانی کی روح کو یا میرے باپ دادا کی روح کو تو اپنے کرم سے پہنچا دے۔ کھانے کا ثواب کچھ درود اور الحمد کے پڑھنے پر موقوف نہیں۔ کھانے کا ثواب جدا اور پڑھنے کا ثواب جدا ہے۔ اگرچہ دہلوی شاہ صاحبان کے فتووں اور ان کے عمل کے خلاف مولوی خرم علی نے لکھا مگر اتنا ضرور مان لیا کہ عبادت

مالی وعبادتِ بدنی ہر ایک کا ثواب پہنچتا ہے اور جائز بلکہ بہتر طریقہ ہے۔ اب ذرا بھی کوئی عقل سے کام لے تو سمجھ لے کہ صرف کھانے کا ایصال ثواب جب بہتر طریقہ ہے تو کھانے اور پڑھنے دونوں کا ثواب پہنچانا تو اس سے بہتر سے بھی افضل ہوگا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ اب جناب مولوی رشید احمد گنگوہی کی سنیئے۔ فتاوی گنگوہیہ حصہ اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس

۱۵ دہلی صفحہ ۱۰ پر ہے اور جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ

اس کا ثواب انکی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے۔ دیوبندیو! کیا گنگوہی صاحب کے اس فتوے کے بعد بھی نذر و نیاز فاتحہ کو ناجائز حرام بدعت کہہ سکتے ہو اور اگر کہو گے تو بدعتی وحرام کار گنگوہی کو بھی صاف صاف اور جلد کہہ دو۔ ہاں اب جناب والا القاب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی سنیئے کہ کنبۂ دیوبندیت کے اکابر واصاغر چھوٹے بڑے چیلے چانٹے سب حاجی صاحب کو اپنا پیر و دادا پیر اور پڑدادا پیر مانتے ہیں۔ سارے کے سارے دیوبندیوں پر حاجی صاحب کا قول و فعل حجت ہے۔ حاجی صاحب کے ملفوظات وحالات مرتضیٰ خاں نے جمع کئے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی نے انہیں پڑھ کر درست کیا پھر وہ تھانوی صاحب کی اصلاح کے

۱۱۵ بعد شمائم امدادیہ کے نام سے شائع ہوئے۔ اسی شمائم امدادیہ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ

کے صفحہ ۱۲۹ پر ہے۔ جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور

ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔

اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور

وہ خدا کے سوائے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے۔ اور دوسرے

بھی خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سردار عالم و عالمیان روحی فداہ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ مسلمانو! ملاحظہ کرو کہ جناب حاجی صاحب نے کیا فرمایا اور حکیم الامۃ الجدیدہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے تصدیق کر دی کہ نذر نیاز کرنا اور ماکولات و مشروبات کو سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا ایصال ثواب کرنا اور نیاز کے طعام و شربت کا بانٹنا اور مولود شریف میں قیام تعظیمی کرنا سب جائز ہے۔ اور جو شخص نذر و نیاز و فاتحہ کو منع کرے وہ خیر کثیر سے لوگوں کو روکتا ہے۔ فللہ الحمد۔ دیوبندیو! کیا حاجی صاحب و تھانوی و گنگوہی کے فتوے کو مانو گے یا تقویۃ الایمان کا فتویٰ بیان کر کے ان سب کو کافر و مشرک ٹھہراؤ گے اور دیکھیئے فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی و مصدقہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی مطبوعہ مطبع المطابع لکھنؤ صفحہ ۹ پر ہے۔ بلکہ اگر کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں صورت خاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے۔ اور تجوید میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب

کی نیت کرنی تھی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے
گر موافقت قلب و لسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں
زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے
پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب
ہو تو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ
کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے کہ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ
جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔ ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔
قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ
ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے۔
ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے
ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے
ساتھ رکھ لیا۔ بس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی اور اسی صفحہ ۶ پر حاجی صاحب
لکھتے ہیں ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اور اسی فیصلہ ہفت
مسئلہ کے صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں۔ باقی تعیین تاریخ تو یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے
کہ جو امر کسی خاص وقت معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے
اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں
ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل لمبی ہے۔ بعض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین
آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے۔ اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی
ہیں۔ بس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ والحمد للہ

نصاب المسلمین پھر اسی فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ، پر لکھتے ہیں۔ اور گیارھویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ کی اور دسواں بیسواں چہلم وششماہی وسالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وحلوائے شب برات ودیگر طریق ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ سبحان اللہ پیارے سنی بھائیو! دیکھو حاجی صاحب نے نیاز فاتحہ کی ہیئت کذائیہ کو بھی جائز لکھا۔ اور گیارھویں شریف وتوشہ اور سہ منی اور تیجہ دسواں چالیسواں۔ سہ ماہی ششماہی۔ برسی حلوائے شب برات سب کو ہی جائز بتایا۔ اب دیکھیں کہ دیوبندی وہابی حاجی صاحب کا ساتھ دیکر ان کاموں کو جائز جانتے مانتے ہیں یا دہلوی کا پیچھا پکڑ کر ان کاموں کو کفر اور ان کے کرنے والوں کو کافر ومنافق لکھتے بتاتے ہیں۔ لیکن اس فتوے کی زد میں شاہجہان دہلی اور جناب حاجی صاحب اور خود دہلوی کی صراط مستقیم اور تقریر ذبیحہ سب ہی ہیں۔ دیوبندیو سنو! شعر

یوں نظر دوڑا نہ برچھی تان کر ؎ اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

دیوبندیوں کو اب بڑی مصیبت ہو گی کہ اگر تقویۃ الایمان۔ تذکیر الاخوان کی پیروی کرتے اور اسے سچا مانتے ہیں۔ تو جناب حاجی صاحب اور دہلوی کی صراط مستقیم وتقریر ذبیحہ سے قطعاً ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو تذکیر الاخوان اور نصیحۃ المسلمین اور بہشتی زیور حصہ اول اور تعلیم الاسلام حصہ چہارم ان سب کو کفری کتابیں لکھنا پڑے گا۔ خدا تعالیٰ ہدایت فرمائے آمین ثم آمین۔ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے سارے گھرانے میں تیجا وغیرہ ہوتا تھا اور خود جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی تیجہ ہوا۔ اور شاہ صاحب نے اپنے بھائیوں کا بھی تیجہ کیا تھا۔ ملاحظہ ہو شاہ صاحب کی کتاب

۔۔۔ کا کفری فتویٰ ان سب پر صادر کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر ان سب کا ساتھ دیں تو تقویۃ الایمان وتذکیر الاخوان ۔۔۔

ملفوظات صفحہ ۰۔ پر فرماتے ہیں۔ روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قدم۔ بودند کہ بیرون از حساب ۵

است ہشتاد ویک ختم کلام اللہ بشمار آمد و زیادہ ہم شدہ باشد وکلمہ را حصر نیست یعنی تیجہ کے

دن لوگوں کا ہجوم اس کثرت سے تھا کہ شمار سے باہر تھا۔ اکیاسی قرآن عظیم کا ختم گنا

گیا۔ اور زیادہ بھی پڑھا گیا۔ اور کلمہ کی تو کوئی گنتی ہی نہیں۔ پیارے مسلمانو! کیا صاف

مضمون ہے۔ دیکھئے الوھابیۃ والدیوبندیہ قوم دھیشعہ وجناہ قاضی ثناء اللہ

صاحب پانی پتی اپنی کتاب تذکرۃ الموتیٰ والقبور میں صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں۔ حافظ

شمس الدین بن عبد الواحد گفتہ از قدیم در شہر مسلمانان جمع می شوند و برائے اموات قرآن

می خوانند پس اجماع شدہ۔ یعنی حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد نے فرمایا ہے کہ قدیم

سے یہ طریقہ جاری ہے کہ ہر شہر میں مسلمان لوگ جمع ہوتے ہیں اور گزرے ہوؤں کے

لئے قرآن عظیم پڑھتے اور ایصال ثواب کرتے ہیں تو اس پر اجماع ہو گیا۔ دیکھئے قاضی

صاحب نے قدیم سے یہ طریقہ ایصال ثواب کا جاری بتایا اور جائز کہا۔ اور اسپر علمائے اسلام

کا اجماع بھی بتا دیا۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔ دیوبندیو! قاضی صاحب نے کیا تیجہ دسوں

بیسواں چالیسواں وغیرہ جائز بتا دیا۔ اور اس پر اجماع بھی نقل کر دیا تو ان پر کیا

فتویٰ لگاؤ گے صرف بدعتی یا تقویۃ الایمان یا بہشتی زیور و نصیحۃ المسلمین وغیرہ کے

فتوؤں سے کافر منافق کہو گے بولو اور جلد بولو بینوا توجروا۔ دیکھئے تفسیر عزیزی کو

پڑھئے جناب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اپنی تفسیر پارہ عم سورۃ انشقاق

میں والقمر اذا اتسق کے تحت میں فرماتے ہیں۔ و بعدہ زندگان بمردگان دریں حالت

نمود۔ ترسید مردگان لحوق مدد از ایں طرف میباشند۔ چناں گمان می برند کہ ہنوز زندہ ایم و لہٰذا

در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مردہ مسلمان در آنجا میگوید کہ دعوتی اصلی یعنی

بجزاید مرا تا تمد خوانیم۔ ونیز وارد ست کہ مردہ در آں حالت مانند غریق ست کہ انتظار فریاد رسی میبرد و صدقات وادعیۃ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار می آید۔ و ازیں جہت کہ طوائف بنی آدم تا یک سال وعلی الخصوص تا چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمایند۔ و روح مردہ نیز در قرب موت در خواب و عالم تمثل ملاقات زندگاں می کند۔ وما فی الضمیر خود را اظہار می نمایند۔ یعنی اس حالت میں گزرے ہوئے کو زندوں کی مدد بہت جلد پہنچتی ہے۔ اور گزرے ہوئے ان زندوں کی طرف سے مدد پہنچنے کے منتظر رہتے ہیں۔ اور وہ ایسا گمان کرتے ہیں کہ ہم ابھی زندہ ہیں۔ اور اسی لئے حدیث شریف میں قبر کے حالات میں وارد ہے کہ مسلمان آدمی قبر میں (منکر نکیر فرشتوں سے) کہتا ہے چھوڑ دو مجھے میں نماز پڑھوں گا۔ اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ مرا ہوا آدمی اس حالت میں ڈوبنے والے کی طرح فریاد رسی کا منتظر ہوتا ہے۔ اور صدقے خیرات اور دعائیں اور فاتحہ اس وقت اس کے بہت کام آتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انسانوں کی جماعتیں ایک سال تک اور خصوصیت کے ساتھ چالیس دن تک اس قسم کی مدد کرنے میں پوری پوری کوشش کرتی ہیں۔ اور گزرے ہوئے کی روح بھی موت کے قریب خواب میں اور عالم مثال میں زندوں سے ملاقات کرتی ہے اور اپنا پوشیدہ حال بیان کرتی ہے۔ اس عبارت میں جناب شاہ صاحب نے تیجہ دسواں بیسواں مہینہ چالیسواں سہ ماہی ششماہی برسی کا سب کو جائز ہی نہیں بلکہ ضروری بتا دیا۔ اور یہ کہ قبر والا اس کا منتظر رہتا ہے۔ اور یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ زندوں کی دعاؤں اور ایصال ثواب کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے والحمد للہ رب العٰلمین۔ تفسیر عزیزی کی عبارت کی مؤید یہ حدیث شریف ہے۔ حضرت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم اللیلۃ الاولیٰ عسیرۃ علی المیت فتصدقوا الہ وینبغی ان یواظب علی الصدقۃ للمیت سبعۃ ایام۔ یعنی حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا قبر میں میت پر پہلی رات بہت سخت ہے تو میت کے لئے صدقہ کرو اور مناسب یہ ہے کہ سات روز تک پوری پابندی کے ساتھ میت کے لئے صدقہ خیرات و فاتحہ وغیرہ کیا جائے۔ فسبحان اللہ وبحمدہ ختم فاتحہ اور دسویں بیسویں و برسی وغیرہ کے فوائد کے متعلق چند احادیث مبارکہ اور سن لیجے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ یرفع الدرجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ فیقول یا رب انی لی ھذہ فیقول باستغفار ولدک لک یعنی بیشک اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرمائیگا تو وہ بندہ عرض کرے گا الٰہی یہ مجھے کیسے ملے میری نیکیاں تو اتنی نہیں تو رب تبارک وتعالیٰ ارشاد کریگا یہ تیرے بیٹے کی تیرے لئے دعائے مغفرت و فاتحہ کی وجہ سے ہے۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی سنۃ والبخاری فی الادب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم فرماتے ہیں۔ یتبع الرجل یوم القیمۃ من الحسنات امثال الجبال فیقول انی ھذا فیقال باستغفار ولدک لک یعنی قیامت کے دن بعض آدمیوں کے پیچھے پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہونگی تو وہ بندے عرض کریں گے اے رب یہ نیکیاں ہمیں کہاں سے ملیں۔ تو جواب دیا جائیگا کہ تمہارے بیٹوں نے دعائے مغفرت و فاتحہ وغیرہ کر کے تمہیں بخشا۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الخدری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے ہیں وا تصدق عن المیت بکراع الشبعۃ یعنی اگر میت کے ایصال ثواب کیلئے بکری کی کھری بھی دیجائیگی تو اسکا ثواب بھی اس کو ضرور ملے گا۔ رواہ ابن ابی شیبۃ عن سعید بن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور ارشاد فرماتے ہیں امتی امۃ مرحومۃ تدخل قبورھا بذنوبھا وتخرج من قبورھا لا ذنوب علیھا تمحص عنھا باستغفار المومنین لھا یعنی میری امت رحمت رحم کی ہوئی ہے) وہ اپنے گناہوں کے ساتھ اپنی قبروں میں جائیں گے اور قیامت کے دن اپنی قبروں سے اسطرح نکلیں گے کہ گناہوں سے پاک وصاف ہوں گے اور انکے گناہ زندہ ایماندار بھائی بہنوں کے ختم فاتحہ ایصال ثواب دعائے مغفرت کرنے کرانے کی وجہ سے مٹ چکے ہونگے رواہ الطبرانی بسند ختم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سبحان اللہ دیکھو ۷ ذمی فتاوی کا در ماجذی ملاکی والقاسمی الحنفی۔ وکان یوم الثالث من وفاۃ ابراہیم ابن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاء ابوذر عند النبی بتمر یابسۃ ولبن فیہ خبز من شعیر فوضعھا عند النبی فقرء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم الفاتحۃ وسورۃ الاخلاص ثلث مرات الی ان قال رافع یدیہ للہ علاو وسلم بوجھہ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ابا ذر ان یقسمھا بین الناس و ایضا فیہ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وھبت ثواب ھذہ لابنی ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نقلتہ من کتاب ھدیۃ الحرمین اور شرح عقائد نسفی اور شرح فقہ اکبر میں ہے ان فی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتھم عنھم نفع لھم خلافا للمعتزلۃ یعنی بیشک زندوں کا مرے ہوؤں کے لئے دعا کرنے اور انکی طرف سے صدقہ کرنے میں مردے ہوؤں کا فائدہ ہے ہاں معتزلہ اسمیں خلاف

ہیں اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب مستطاب شرح الصدور فی
احوال الموتی والقبور میں لکھتے ہیں۔ ان المسلمین مازالوا فی کل عصر یجتمعون
ویقرؤن القرآن موتاھم من غیر نکیر فکان اجماعاً۔ یعنی یقیناً مسلمان لوگ ابد
ہمیشہ ہر قرن و ہر زمانے میں آبادیوں میں جمع ہوتے ہیں اور قرآن عظیم اپنے مردوں
کے لئے پڑھتے اور ایصال ثواب کرتے ہیں۔ بغیر کسی شک کے انکار کے تو یہ اجماع
ہوگیا فالحمد للہ رب العلمین۔ حدیث شریف عن ابی قلابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
انہ رأی فی المنام کان جبانۃ قد انشقت قبورھا وخرجت اموات
جلسوا عند قبورھم وکان بین کل واحد منھم طبق من النور ثم انہ
نظر فرأی بینھم رجلا لیس معہ من النور شیٔ فقال لہ مالی لا اری
معک من ھذا النور فقال ان تلک الاموات لھم اولاد واخوان
یدعون لھم ویتصدقون لاجلھم فبعث اللہ الیھم ھذا النور
واما انا فلی ابن غیر صالح لا یدعولی ولا یتصدق لاجلی ولھذا لا انوار
لی وانا خجل بین جیرانی فاما انتبہ ابو قلابۃ ذھب الی ولدہ واخبرہ
بما رأی من احوال ابیہ فقال یا ابا قلابۃ انی قد تبت علی یدیک
ثم ان ابنہ اشتغل بالطاعۃ والدعاء الی ابیہ والتصدق عن ابیہ
ثم ان ابا قلابۃ اتی الی تلک الجبانۃ بعد مدۃ فرأی فی منامہ تلک
الاموات علی حالھا الاولی ورأی الرجل فقال لہ یا ابا قلابۃ جزاک
اللہ عن کل خیر بقولک لولدی نجوت من النار شرح الصدور یعنی
حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبانہ کے قبرستان میں تھے خواب دیکھا کہ قبریں

نکلیں اور قبر والے نکل نکل کر اپنی اپنی قبروں کے پاس بیٹھے اس حال میں کہ ہر ایک کے سامنے ایک ایک طبق نور کا رکھا ہے پھر ابو قلابہ نے غور کیا تو ان کے درمیان ایک شخص کو دیکھا کر اس کے پاس یہ نور کچھ بھی نہیں ہے تو انھوں نے اس سے کہا کیا بات ہے کہ تمھارے پاس یہ نور نہیں دیکھتا تو اس قبر والے نے کہا اے ابو قلابہ ان لوگوں کی نیک اولاد اور بھائی بند ہیں وہ ان کے لئے دعائے مغفرت صدقات خیرات فاتحہ ایصال ثواب کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ان کو نور عطا فرماتا ہے۔ اور میرا بیٹا بدکار ہے۔ نہ میرے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے نہ صدقہ و فاتحہ ایصال ثواب کرتا ہے۔ اسی لئے مجھے یہ نور نہیں ملتا اور مجھے اپنے پڑوسیوں میں خجالت شرمندگی ہے۔ پھر جب حضرت ابو قلابہ جاگے تو اس کے بیٹے کے پاس گئے اور جو کچھ دیکھا تھا اس سے خبردار کیا۔ تو اس نے کہا اے ابو قلابہ میں آپ کے ہاتھ پر اپنے بد اعمالی سے توبہ کرتا ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں مشغول ہو گیا اور اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت ختم فاتحہ اور صدقات و خیرات وغیرہ کرنے لگا پھر ایک مدت کے بعد حضرت ابو قلابہ اس قبرستان میں گئے تو خواب میں ان قبر والوں کو پہلی نشان میں دیکھا اور اس آدمی کو بھی دیکھا تو اس نے کہا اے ابو قلابہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ اس سلسلہ میں جو آپ نے میرے بیٹے سے فرمایا اور مجھے جہنم سے بچایا۔ حدیث شریف وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال اذا مات الرجل المومن تدور روحہ حول دارہ شھرا فاذا تم الشھر جاءت الی قبرہ فتدور حولہ سنۃ فاذا تمت رفعت الی یوم القیمۃ یعنی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا جب کوئی ایمان والا مرتا ہے تو اسکی روح ایک مہینہ تک اپنے گھر کا دورہ کرتی رہتی ہے۔ اور جب مہینہ پورا ہو لیتا ہے تو اپنی قبر کی طرف آتی ہے اور ایک سال تک اس قبر کے گرد پھرتی رہتی ہے۔ پھر جب سال تمام ہو جاتا ہے تو آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے پھر قیامت تک یہ تعلق اپنے گھر اور قبر سے نہیں رہتا۔ ف۔ اس حدیث شریف سے تفسیر عزیزوالی عبارت کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پھر روح آتی نہیں بلکہ روح کے آنے کا بیان دوسری حدیثوں میں ہے۔ ایک حدیث شریف سن لیجئے۔ وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذا کان یوم العید ویوم العشر و یوم الجمعۃ الاولیٰ من شھر رجب ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ الجمعۃ یخرج الاموات من قبورھم ویقفون علی ابواب بیوتھم ویقولون ترحموا علینا فی ھذہ اللیلۃ بصدقۃ ولو بلقمۃ من خبز فانا محتاجون الیھا فان لم یجد واشیئا یرجعون بالحسرۃ۔ یعنی حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب عید الفطر وعید الضحیٰ کا دن ہوتا ہے اور ماہ رجب کا پہلا جمعہ ہوتا ہے۔ اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب برات ہوتی ہے۔ اور ہر جمعہ کی رات کو قبر والے اپنی قبروں سے باہر آتے ہیں۔ اور اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر ٹھہرتے اور کہتے ہیں اے گھر والو اس رات میں کچھ صدقہ کرکے ہم پر رحم کرو۔ اگرچہ ایک نوالہ روٹی کا صدقہ کرو۔ کیونکہ ہم اس صدقہ خیرات دعائے مغفرت کے

محتاج ہیں تو اگر گھر والے کچھ صدقہ وختم فاتحہ نہیں کرتے تو وہ مرنے والے حسرت کے ساتھ واپس ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ اس حدیث پاک نے ان دنوں تاریخوں میں صدقہ ونیاز فاتحہ کرنا مسلمانوں کو خاص طور پر تعلیم فرمایا۔ اور بہت ہی دلنشین طریقہ سے بتایا۔ بہت ہی بدبخت بدنصیب ناخلف ہوگا جو یہ سن کر پھر اپنے ماں باپ دادا بزرگوں اور بھائی بہن کی روحوں کو اپنے دروازے سے ناشاد و نامراد واپس کریگا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مسلمانان اہلسنت یہاں دنوں کا تقرر و تعین خوب یاد کرلیں فسبحان اللہ وبحمدہ ارواح مومنین کے اپنے گھروں پر آنے کی تفصیل دیکھنا ہو تو حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت آقائے نعمت دریائے رحمت سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الفحول الکاملین راس العلماء الراسخین نائب سید المرسلین مولٰنا الحاج مولوی حافظ قاری مفتی شاہ عبد المصطفٰے محمد احمد رضا خاں قادری آل رسولی بریلوی رضی الرحمٰن عنہ کا مبارک فتویٰ مسمٰی بنام تاریخی اتیان الارواح کا مطالعہ کریں۔ پیارے مسلمان بھائیو یہ چند حوالہ جات محض برادران اہلسنت کے اطمینان قلب کے لئے فقیر حقیر نے پیش کئے ہیں جن میں بفضل تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مولود شریف وتیجہ ونیاز وفاتحہ وگیارہویں شریف وتوشہ گیارہویں وتوشہ ردولوی وسہ منی قلندری و پیر کا بکرا وبقرہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی ومحرم کا کھچڑا اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز اور اس میں نئے کونڈوں کی خصوصیت اور شب برات کے حلوے وعید کی سویاں اور عرس وغیرہ سوں کے

تبرک اور تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں سہ ماہی وچھ ماہی وبرسی وغیرہ وغیرہ اور نیاز فاتحہ کے وقت کھانا سامنے رکھنا پھر پنج آیت پڑھنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور بزرگوں کی نیاز کا کھانا تبرک ہونا۔ اور اس طعام کا مالداروں کو کھانا بھی حلال ہونا۔ اور نیاز فاتحہ کے لئے تعیین یوم یعنی دن مقرر کرنا وغیرہ سب آگیا فللہ الحمد

مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کو ان شرعی باتوں میں دخل اندازی کرنے کا ہرگز ہرگز کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ وہابی دیوبندی اپنے کفریات خبیثہ کی وجہ سے کافر مرتد ہیں ان کے پیشوا مولوی اشرفعلی تھانوی نے حفظ الایمان صفحہ ۷ پر صاف لکھا کہ۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ اس گندی عبارت میں تھانوی نے حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے علوم مبارکہ کو ہر کس وناکس اور بچوں پاگلوں اور جانوروں چوپایوں کے علم کی مثل اور ان کے علم کے برابر لکھدیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کیا اس سے بدتر وبخس کوئی اور گالی ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ اور مولوی رشید احمد گنگوہی ومولوی خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ صفحہ ۵۱ پر صاف لکھ مارا۔ الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں

نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے

ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو

رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ دیکھو ابلیس لعین کو حضور اقدس عالم علوم

اولین و آخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم سے زیادہ علم والا بتایا یا

کیا اس سے گندی گھنونی اور کوئی گالی ہے۔ معاذ اللہ رب العالمین اور

مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے مہری دستخطی فتوے میں صاف وضاحت

کی کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہے اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے

اور آگے صاف کہہ یا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ یعنی نعوذ باللہ خدا

تعالیٰ جھوٹ بول چکا۔ اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے تذکرۃ الخلیل صفحہ ۸۰

پر لکھا لکھا چوری و شراب خواری جہل و ظلم سے معارضہ بھی کم فہمی سے ناشی ہے

کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ علام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت کا بندہ کی قدرت

سے زائد ہونا اور خدا کے مقدورات کا بندے کے مقدورات سے زائد ہونا

ضروری نہیں۔ حلانکہ یہ مسئلہ اہل کلام ہے جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے

یعنی بندہ چوری کرتا شراب پیتا ظلم کرتا جاہل ہوتا ہے۔ اور تمام عیوب کرتا اور

کر سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ خدا بھی معاذ اللہ چوری کر سکتا ہے۔ شراب

پی سکتا ہے۔ جاہل ہو سکتا ہے ظالم بن سکتا ہے: اگر معاذ اللہ دیوبندیوں

کے نزدیک خدا چوری نہ کر سکے اور شراب نہ پی سکے اور ظلم نہ کر سکے۔ اور انسانی

عیبوں میں ملوث نہ ہو سکے تو وہ خدا ہی نہ رہے۔ اس کی قدرت تو انسان

کی قدرت سے گھٹ جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ کیا اس سے ترجمہ کر اللہ تعالیٰ

کی شان میں کوئی اور توہین وگستاخی ہو سکتی ہے۔ کہ بے شمار عیبوں کا مجموعہ بنا دیا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۳ وصفحہ ۱۴ وصفحہ ۲۸ پر کفریات بکے۔ ختم نبوت کا انکار کیا اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضور کے وصف خاتم النبین کے یہ معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سب میں آخری اور پچھلے نبی ہیں اسے جاہل اور بیوقوف بتایا۔ اور حضور اقدس کے زمانۂ مبارک میں اور نبیوں کا پیدا ہونا جائز مانا۔

صفحہ ۲۸ کی کفری عبارت تو یہ ہے۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ان کے علاوہ اور بکثرت کفریات ہیں جو فقیر کے رسالہ مبارکہ سل الحسام علی الظلام ۱۳ اور مطالع تعذیب دیوبندیہ ۵۸ اور الصوارم المحمدیہ ۱۴ علی کفریۃ المرزائیہ و الدیوبندیہ ۱۴ میں ملاحظہ کریں۔ ۵۳ انہیں عقائد کفریہ کی بنا پر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ومصر وشام وعراق وبلخ وبخارا کے علماء کرام ومفتیان ذوی الاحترام نے بالاتفاق فتوے دے کہ یہ چاروں اپنے ان کفریات ملعونہ کی وجہ سے کافر مرتد ہیں اور ایسے کافر مرتد کہ من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر یعنی جو شخص ان کے کفریات سے واقف ومطلع ہونے کے بعد ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔

دیکھو کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین اور ہند وسندھ وپنجاب ودکن وکوکن وبمبئی وگجرات ۱۴ وکاٹھیاواڑ وماروار وبنگال وبرما ۱۹ وکلکتہ وسی پی ویوپی کے دو سو اڑسٹھ ۲۶۸ علماء کرام نے ان چاروں پر کفر وارتداد

کے فتوے دیے۔ دیکھئے کتاب الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبند
اور زائد دیکھنا ہوں تو الصوارم الہندیہ دیکھئے۔ ان سب علمائے کرام ومفتیان
عظام نے بھی مبارک فتوے دیئے کہ من شک فی کفرھم وعذابھم فقد
کفر۔ اور مزید دوسو نوے علماء کے مبارک فتوے دیکھنا ہوں تو پڑھیے کتاب
الجواب متفقہ فتاوی علماء شائع شدہ از بنارس مطبوعہ اہلسنت برقی پریس
مرادآباد۔ تو یہ وہابی دیوبندی پہلے اپنے ان کفریات بحر خبیثہ سے صاف
صاف توبہ کرکے مسلمان بنیں پھر ان مسائل فرعیہ پر سنیوں سے گفتگو کریں۔ مسلمانوں
کو قرآن عظیم فرماتا ہے۔ ومن یتولھم منکم فانہ منھم یعنی تم میں سے
جو ان سے یارانہ گانٹھے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے لا
تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین یعنی معلوم ہوجانے کے بعد ظالموں
بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھ۔ اور قرآن مجید فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین
ظلموا فتمسکم النار یعنی ظالموں بدمذہبوں کی طرف جھکو بھی نہیں۔ ورنہ تم کو
آگ چھوئیگی۔ اور قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے یاایھا الذین آمنوا لا تتخذوا
آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان۔ یعنی اے
ایمان والو اپنے ماں باپ اور .... اور اپنے بھائیوں کو دوست
نہ بناؤ۔ اگر وہ لوگ کفر کو ایمان اسلام پر پسند کریں۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار
اور حدیث شریف میں ہے حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ
واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم
ولا تناکحوھم ولا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم وان لقیتموھم

فلا تسلموا علیھم وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم
یعنی ان بدمذہبوں بددینوں مرتدوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ کھاؤ
پیو اور ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ ان کے
پیچھے نماز نہ پڑھو۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اور اگر راستے گلی میں مل
جائیں تو انھیں سلام نہ کرو۔ اور بیمار پڑیں تو انکی مزاج پرسی کو نہ جاؤ۔ اور اگر
مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو۔ اس مضمون کی اور حدیثیں دیکھنا
ہوں تو فقیر حقیر کا مبارک فتوی مسمی بنام تاریخی ۱۴۰۱ یبین ہدایات کا مطالعہ
کریں۔ ان مرتدوں اور جملہ بدمذہبوں بددینوں سے سنی بھائیوں کو دور و نفور
دیندار و بری رہنا چاہیئے۔ خداتعالی توفیق بخشے آمین ثم آمین اگر شخص مذکور
انھیں کفری عقیدوں کو ماننے والا ہے تو اس کے اوپر توبہ و تجدید اسلام
و تجدید نکاح سب ضروری ہے اور اگر ان کفری عقیدے والوں کو جان
بوجھ کر مسلمان جانتا ہے جب بھی کافر مرتد ہے توبہ و تجدید اسلام و تجدید
نکاح اس پر فرض ہے۔ اور اگر توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح نہ کرے
تو مسلمان اس سے میل جول سلام و کلام اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا۔ یارانہ
دوستانہ سب بند کردیں اور برادری کے معززین کو چاہیئے کہ اس کا حقہ پانی
بند کردیں۔ اور اگر وہ ان عقیدوں والا بھی نہ ہو اور ان کفری عقیدے
والوں کو کافر مرتد جانتا مانتا ہو اور اپنی جہالت لاعلمی سے حرام کہتا ہے جب
بھی اس پر توبہ کرنا ضروری ہے۔ اور مجمع عام میں توبہ کرے اور توبہ نامہ لکھ کر دے
اور برادری کے پنچ صاحبان کو چاہیئے کہ اس سے توبہ نامہ لکھوائیں اور توبہ نامہ

میں یہ مضمون ضرور لکھوائیں کہ حفظ الایمان اور براہین قاطعہ اور فوٹو فتوائے گنگوہی
اور تحذیر الناس اور تذکرۃ الخلیل ان کتابوں میں جو کفریات لکھے گئے ہیں
انہیں کفر اور ان کے لکھنے والوں کو کافر مرتد جانتا ہوں۔ پھر دستخط کرے۔ اور
اگر یہ تحریر نہ دے تو مسلمان خوب سمجھ لیں کہ ان کفری عقیدوں کو صحیح و حق
اسلام اور ان کفری عقیدے والوں کو مسلمان جانتا ہے۔ وہ خود بھی دیوبندی
کافر مرتد ہے اس سے فوراً علیحدہ ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو اس سے
اور اس کو مسلمانوں سے جدا رکھیں۔ ورنہ قیامت کے دن جواب
دینا ہوگا۔

مولا تبارک و تعالیٰ حق و ہدایت کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے آمین
ثم آمین بجاہ حبیبہ النبی الامین المکین علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ
افضل الصلوٰۃ وادوم التسلیم واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین وبارک وسلم
مجد وکرم وبجل وعظم وعلی

۱۰/ذی قعدہ

ما منا الامام الاعظم و
غوثنا الغوث الاعظم
و تجلی مرشدنا المجدد
الاعظم رضی اللہ عنہم
وبہم یا ارحم
الراحمین آمین

سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی الکھنوی
من دوست داماں احمد رضا
۱۳ ھ ۶۹
ابو المظفر محمد محبوب علیخاں
محمد نواب علیخاں

فقیر ابو المظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ ولابویہ واخیہ

[illegible]

الحمد للہ مجدہ و نصلی علی رسولہ الرؤف الرحیم

اما بعد ما اجاب بہ ذوالمجد الظاہر والفضل الباہر المتمم الملاعلی الافواہ والالسنہ بضیغم الملۃ اسد السنہ و ماف الجیب مولنا المولوی الحافظ القادری ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں القادری البرکاتی الرضوی المجددی اللکھنوی دامت برکاتہم العالیہ وبالفضل والجلالۃ المفتی الاعظم سابقا بریاسۃ فتیالہ المستدل بقواطع الایات الشریفہ و سواطع السنن المنیفہ ھو الحق والصواب یجب علی کل مسلم ان یجعلہ المنہج والمآب وقد اجمع علی ایصال الخیر للموتی وغیرہ من المسائل المذکورۃ العلماء الاعلام والمفتون العظام من المغرب والعجم من المذاہب الاربعۃ فلا یجوز خرق الاجماع ومن انکرہ فکلامہ باطل مردود

کتبہ فقیر محمد حنیف قادری برکاتی رضوی عفی عنہ مدرس و مہتمم مدرسہ حنفیہ غوث العلوم چمن گنج کانپور

ما اجاب بہا مولنا ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں افندی لا زالت شموس فیضانہ بازغۃ الی یوم التناد بجاہ سید الابرار صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ الامجاد حق صحیح۔ خادم ابوسعید محمد فرید بہاری غفرلہ الباری (مفتی در مسجد شفیع آباد کانپور)

الجواب صحیح۔ عظیم الحق عفی عنہ امام مسجد حافظ عبداللہ محلہ کرنیل گنج کانپور

جواب صحیح و درست ہے۔ سعید احمد مبلغ اسلام سنبھل عفی عنہ

الجواب صحیح وصواب واخونا المجیب سلمہ المجیب القصایب مجیم و مثاب والمنکر یستحق اشد العذاب واسوء العقاب واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخان قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ والابویہ واہلہ واخویہ واجابہ ربہ العزیز القوی جمعہ مبارکہ چہارم ماہ مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۷۰ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۰ء محلہ بھورے خاں پیلی بھیت

سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی
من دست و داماں احمد رضا
ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں

الجواب صحیح والمجیب مدظلہم العالی نجیح۔ فقیر ابو طاہر محمد طیب قادری رضوی غفرلہ۔

سنی حنفی قادری برکاتی قاسمی
من دست و داماں اچھے میاں
ابو الطاہر محمد طیب صدیقی

۹۲/۶/۸ الجواب صحیح۔ عبد الخالق بخاری غفرلہ الباری خطیب مسجد شفیع آباد چمن گنج کانپور

۹/۶ ۸۶ء الجواب صحیح وصواب والمجیب دام ظلهما العالی
...یب ومثاب واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ
...عالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم۔
...قیر ابوالوجاہت عبید الضیا محمد وجیہہ الدین قادری رضوی ضیائی غازی پوری
...فرلہ المولی القوی خادم آستانہ عالیہ ضیائیہ محلہ مسجد کھشتیان پیلی بھیت
...عد الحمد والصلوٰۃ نعم ما اجاب بہ المجیب اللبیب جزاہ
...للہ تعالیٰ خیر الجزاء احق ان یتبع بہ لان الحق احق
...لاتباع فقط واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ فقیر رفاقت حسین غفرلہ
...صدر مدرس مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور۔
قد اصاب المجیب وجوابہ للقلب والروح طبیب فجزاہ
...للہ خیر الجزاء۔

فقیر غلام مصطفےٰ وارثی غفرلہ۔ محلہ پٹکاپور کانپور

...۸۷ء فی الواقع ہر وہ حلال جانور جو اللہ عزوجل کے نام سے بطریق شرعی
...بح کیا گیا وہ حلال ہے اس کی حرمت کی کوئی وجہ نہیں جب کہ ذبح کرنے
...الے نے اللہ عزوجل کے نام پر ذبح کیا اور اراقت دم سے قربت الی اللہ
...ی کا قصد کیا تو وہ ذبیحہ بلاشبہ حلال ہوا۔ اگرچہ ذبح کے وقت یا پیشتر ہی
...سے یہ نیت ہو کہ بعد ذبح پکا کر اس پر فلاں بزرگ کی فاتحہ دلاؤں گا۔
...سے ما اہل بہ لغیر اللہ کے تحت داخل سمجھنا اور حرام ٹھہرانا غلط ہے۔ ولہذا
...عارف باللہ شیخ احمد ملا جیون قدس سرہ تفسیرات احمدیہ میں آیت مذکورہ کی

ذیل میں فرماتے ہیں۔ ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ
للاولیاء حلال طیب کما ھو الرسم فی زماننا۔ اور اس
بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کی طرف جو فتویٰ منسوب کیا جاتا ہے
وہ ان کا یقین نہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ ان کا ہو بھی تو اس کا غلط
ہونا عارف باللہ شیخ احمد ملاجیون قدس سرہٗ کے ارشاد سے ظاہر
ہے۔ جناب مولنا مولوی ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی صاحب
رضوی نے اپنے اس رسالہ میں بقدر کفالت جواز فاتحہ کے بارے
میں اقوال علماء پیش کردیے اور ماشاء اللہ خود امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی
کی عبارتوں سے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔ تو مزید کی حاجت نہیں۔ حضرت
شاہ صاحب کی طرف منسوب فتوے کے جواب کے اشارے اعلیٰ حضرت
قدس سرہٗ کے رسالہ مبارکہ "سبل الاصفیا فی حکم الذبح للاولیاء" میں
فرماتے ہیں جو ہر ذی فہم کے لیے کافی ہیں۔ اور نافہم معاند کے لیے دفتر کا دفتر
ناکافی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ھذا صحیح واللہ تعالیٰ اعلم الی احلم

کتبہ عبدالمصطفیٰ محمد افضل حسین عفرلہٗ
خادم الافتاء بدار العلوم منظر اسلام ببلدہ بریلی شریف

مہر
اصلاح ترقی
بریلی

هذا صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر مصطفےٰ رضا قادری نوری غفرلہ

مصطفےٰ رضا خاں قادری
آل الرحمٰن محمد عرف نوری
ابو البرکات محی الدین جیلانی

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم
فقیر ابراہیم رضا عفی عنہ زیب سجادہ
قادریہ رضویہ حامدیہ بریلی شریف۔

الجواب صحیح وموافقۃ الائمۃ الاربعۃ رضی اللہ تعالیٰ
فقیر خلیل احمد خاں عفی عنہ سنی حنفی حال وارد بمبئی۔

الجواب صحیح وصواب فقیر محمد سلیم عفی عنہ حامدی خطیب جامع مسجد
دھوبی تالاب مرین لائن بمبئی ۲

حامدا ومصلیا ومسلما

امابعد فقد صح الجواب وھو تعالیٰ اعلم بالصواب وصلی اللہ
تعالیٰ علی حبیبہ سید الانجاب وعلی الآل والاصحاب
قالہ الفقیر ابو الحسنین آل مصطفےٰ سید میاں القادری البرکاتی
غفرلہ الخطیب فی المسجد الجامع
الواقع فی کھمباٹ بمبئی ۲
غرہ ذیقعدہ ۸۶ھ شب یکشنبہ

۱۳۸۶
غوث الوریٰ
من دست امان
السید آل مصطفےٰ سید میاں قادری برکاتی